سلسلۂ مطبوعات مجلس

۳۳۳

تحفۂ گجرات

گجرات کے مختلف مقامات پر کی گئی اہم تقاریر جس میں موجودہ حالات اور عصری مسائل میں علماء اور مدارس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گی ہے، اور کچھ مشاہداتِ سفر پیش کیے گئے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

ترتیب

سید سحبان ثاقب ندوی

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

بار اول

۱۴۳۳ھ - ۲۰۱۲ء

نام کتاب	:	تحفۂ گجرات
نام مصنف	:	مولانا محمد رابع حسنی ندوی
صفحات	:	۷۸
تعداد اشاعت	:	۱۱۰۰
طباعت	:	آزاد پرنٹنگ پریس، لکھنؤ
قیمت	:	۵۰/روپے

طابع وناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹، ندوہ کیمپس، لکھنؤ

فون نمبر: 0522-2741539، فیکس نمبر: 0522-2740806

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

تحفۂ گجرات

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمار
۴	عرض ناشر	۱
۷	مقدمہ مولانا عبداللہ کاپودروی (گجرات)	۲
۹	مدارس کی حیثیت دینی پاور ہاؤس کی ہے	۳
۱۹	کوئی چیز اتفاقی نہیں	۴
۲۶	دین وعلم دین کی مجالس میں فرشتوں کی شرکت	۵
۳۶	اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے	۶
۴۶	تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ضروری ہے	۷
۶۰	دینی تعلیم میں ایک نیا تجربہ (مولانا واضح رشید ندوی)	۸
۶۹	دورۂ گجرات مشاہدات وتأثرات (محمود حسن حسنی)	۹

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، وعلی الہ وصحبہ أجمعین

پیش نظر رسالہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی تقریروں پر مشتمل ہے، جو انھوں نے جولائی ۲۰۱۱ میں گجرات کے سفر میں مختلف مدارس اور عام مختلف اجتماعات میں کیں۔

گجرات کے اس سفر سے پہلے متعدد اسفار ہوئے، لیکن وہ ایک دو شہروں تک محدود تھے، اس سفر کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ متعدد شہروں پر مشتمل تھا، یہ سفر مولانا موسیٰ ماکروٹ ناظم جامعہ مرکز اسلامی (انکلیشور) کی دعوت اور اصرار پر ہوا تھا، اس کے لیے مولانا موسیٰ صاحب خود رائے بریلی تشریف لائے اور مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت پر اصرار فرمایا اور حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی کی خواہش کا بھی اظہار کیا اور خود ان کی شرکت کا بھی ذکر کیا۔

۱۵/ جولائی کو انکلیشور حاضری ہوئی، اسٹیشن پر گجرات کے علماء کی ایک بڑی جماعت موجود تھی، انکلیشور سے رویدرا مولانا محمد سلیمان جھانجی کے مکان پر رات کو قیام ہوا، ان کے صاحبزادے مولانا عبداللہ جھانجی صاحب نے بڑا اہتمام فرمایا، وہاں حضرت مولانا قمر الزماں صاحب تشریف رکھتے تھے اور ان کا بیان ہو رہا تھا، کچھ دیر آرام کرنے کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کا مختصر بیان ہوا۔

دوسرے دن جامعہ مرکز اسلامی انکلیشور حاضری ہوئی، یہاں مدرسہ کا

www.abulhasanalinadwi.org

سالانہ دستار بندی تھا، گجرات کے متعدد مدارس کے ذمہ دار اور مدرسین خاص طور پر مولانا عبداللہ کاپودروی، مولانا عبداللہ صاحب ہانسوٹ، اور مولانا قمرالزماں صاحب الہ آبادی تشریف فرما تھے، مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب کا تعارفی بیان ہوا، اور اس کے بعد مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کا خطاب ہوا، اور مولانا قمر الزماں صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ اس بنیادی پروگرام کے بعد گجرات کے متعدد مدارس خاص طور پر ہانسوٹ، ماٹلی والا، بڑودہ، گودھرا، اور آخر میں ہمت نگر کے مدارس میں خطابات ہوئے، واپسی میں احمد آباد اور بڑودہ میں مختصر قیام رہا، اور مختلف جگہوں میں خطابات ہوئے، کاپودرا میں مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب کے یہاں علماء ومشائخ تشریف فرما تھے، ان کے ساتھ ایک مجلس ہوئی، ان علماء میں خاص طور پر مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری اور مولانا مفتی احمد صاحب دیولوی قابل ذکر ہیں۔

خطابات کا موضوع علم اور خاص طور پر دینی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت اور اسلام کے خلاف مغربی میڈیا کے پروپیگنڈہ اور علماء کی ذمہ داری پر زور دیا گیا، اس لیے یہ خطابات مدارس کے ذمہ داروں اور اساتذہ اور دعوت کے کام میں مشغول علماء کے لیے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، اگر چہ وقت کی کمی کی وجہ سے خطابات مختصر ہیں، مگر قیمت اور افادیت کے لحاظ سے بہت اہم اور مفید۔

رسالے میں گجرات کے معروف عالم، ادیب ومفکر اور ندوۃ العلماء سے بہت تعلق رکھنے والے مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب کے مقدمہ، جو اس سفر کے اکثر حصہ میں شریک رہے، اور مولوی محمود حسن حسنی کے مختصر سفرنامہ نے اس کی افادیت میں اضافہ کردیا ہے۔

یہ خطابات مولوی سید سحبان ثاقب ندوی نے موبائیل پر ریکارڈ کیے تھے، اور بعد میں ان کو نقل کر کے حضرت مولانا محمد رابع حسنی کی خدمت میں مراجعت کے

www.abulhasanalinadwi.org

لیے پیش کیا، اور مراجعت کے بعد اب مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ اس رسالے کو اس کی اہمیت کے پیش نظر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے، امید ہے کہ یہ رسالہ مدارس میں اہتمام سے پڑھا جائے گا اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی
ندوۃ العلماء لکھنؤ

۵/ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ
۲۸/ فروری ۲۰۱۲ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از جناب مولانا عبداللہ کاپودروی (گجرات)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى اله وصحبه أجمعين، وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد.

۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۹ جنوری ۲۰۱۲ء بروز پنج شنبہ ممبئی حاضری ہوئی، اتفاق سے یہاں اردو کتابوں کے میلے کی اطلاع ملی تو نمائش گاہ میں پہنچے، خوش قسمتی سے وہاں مولانا محمود حسنی صاحب ندوی سلمہ سے ملاقات ہوگئی اور آپ نے حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا محمد واضح رشید ندوی زید مجدہ کی ممبئی میں موجودگی کی اطلاع دی، جس سے دلی مسرت ہوئی، اور عصر کے بعد حضرت کی ملاقات وزیارت کے لیے محترم محمد بھائی آندھرا ٹرانسپورٹ والے صاحب کے دولت کدے سہاگ پیلس جاکر ملاقات کا شرف حاصل کیا، ازراہ کرم حضرت مولانا سید محمد واضح رشید صاحب حفظہ اللہ نے حضرت مولانا سید محمد رابع زید فضلہ کے سفر گجرات کی پانچ تقریروں کا مسودہ پیش فرمایا، جو گجرات کے مختلف مدارس میں علماء وطلباء اور دیگر حاضرین کی سامنے کی گئی تھیں۔

حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب مدظلہ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر مسلم پرسنل لاء بورڈ درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور دعوت وتبلیغ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں، نیز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے ساتھ طویل عرصہ تک رفاقت وصحبت کی وجہ سے امت مسلمہ کے مسائل اور عالمی حالات پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں، اور اعتدال پسندی وسلامتیٔ فکر تو مولانا مدظلہ کو ورثہ میں ملی ہے، چنانچہ حضرت مولانا مدظلہ

جہاں کہیں تشریف لے جاتے ہیں وہاں پوری دردمندی کے ساتھ اخلاص نیت، دینی مدارس کی اہمیت اور اکابرین امت کی قربانیوں کا ذکر فرماتے ہیں، نیز اسلامی تاریخ سے سبق آموز واقعات بیان فرما کر مستشرقین اور دیگر اعداء اسلام کی دسیسہ کاریوں پر سے پردہ اٹھاتے ہیں، تاکہ طلباء مدارس اور دین پسند لوگ گمراہی سے بچ کر سلف صالحین کے طریق پر زندگی گذار سکیں، اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اپنے آپ کو ہر طرح کی دنیوی لالچوں سے بچا کر دین کے لیے وقف کر سکیں۔

حضرت مولانا مدظلہ کے یہ گراں قدر ارشادات طلباء مدارس اور عامۃ المسلمین دونوں کے لیے نہایت مفید ہیں اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کو عافیت کے ساتھ طویل عرصہ تک ان خدمات میں مشغول رکھے، آمین۔

ہمیں فاضل وصالح ندوی عالم سید سحبان صاحب ندوی بھٹکلی سلمہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ کے ان قیمتی ارشادات کو ٹیپ سے نقل کروا کر استفادے کے قابل بنایا ہے، فجزاہ اللہ خیر الجزاء، اللہ تعالیٰ مولانا مدظلہ کی ان دردمندانہ نصائح کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کو استفادے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین

فقط والسلام

احقر عبداللہ کاپودروی غفرلہ

نزیل حال ممبئی ۲۰۱۲ء

www.abulhasanalinadwi.org

مدارس کی حیثیت دینی پاور ہاؤس کی ہے

ذیل کی تقریر دارالعلوم مرکز اسلامی انکلیشور میں فارغ ہونے والے طلباء کے سامنے کی گئی۔

الحمد لله رب العالمين ، و الصلاة و السلام علىٰ سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا محمد ، و علىٰ آله و صحبه الغر الميامين ، و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين ، و دعا بدعوتهم أجمعين ، أما بعد :

بزرگو اور دوستو: مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس جلسہ میں اس طرح شریک ہوا، کہ میرے متعلق بڑے بڑے کلمات فرمائے گئے، میں اس تعارف کے لائق نہیں ہوں، ان حضرات کی محبت ہے کہ اس محبت کی وجہ سے انہوں نے ایسی باتیں میرے متعلق کہیں، میں اس کو نصیحت سمجھتا ہوں کہ ہر طالب علم کو ایسا بننے کی کوشش کرنی چاہئے، جیسا کہ مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب نے اشارۃً توجہ دلائی ہے، اس مسجد میں مولانا قمر الزماں صاحب تشریف رکھتے ہیں، جو شیخ طریقت اور مربی ہیں، ان کی تربیت سے بہت فیض پھیل رہا ہے، میں بھی اس فیض سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں، اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب جس وقت دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے، اس وقت سے ان کا ربط و تعلق مولانا علی میاں ندویؒ سے رہا، اور اسی نسبت سے ہم لوگوں سے بھی تعلق رہا۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ ان میں ایسی خوبیاں ہیں، جس کی وجہ سے ہم لوگوں

www.abulhasanalinadwi.org

کو ان سے بڑا انس ہے، اور اس وقت سے برابر ربط ہے، اور دینی وعلمی کاموں میں ایک طرح سے مشارکت بھی ہے، رابطہ ادب اسلامی جو اسلامی ادب کی ترقی وتقویت کے لیے مولانا علی میاںؒ نے قائم کیا تھا، شروع سے وہ اس کے مؤقر ممبر ہیں، اپنے قلم سے بھی فائدہ پہونچاتے ہیں، اور اس کے جلسوں میں تشریف بھی لاتے ہیں، ان سے بڑا فائدہ پہونچتا ہے، اسی وجہ سے ہم لوگوں کا ان سے برابر تعلق رہا، اور اسی تعلق کی بنا پر انہوں نے میرے متعلق ایسے بلند کلمات کہے کہ جس کو سن کر مجھے شرم آتی ہے، اور ان کی محبت کی میں قدر دانی کرتا ہوں، بہر حال میں یہ سوچ لیتا ہوں کہ جب اس طرح کی بات کی جاتی ہے، تو وہ میرے متعلق نہیں بلکہ میرے بڑوں کے متعلق کہا جا رہا ہے، جن کی مجھ کو محبت ملی یا ان کا فیض مجھ کو پہونچا، اور وہ میرے لئے قابل تقلید ہیں، اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے دین کی خدمت ہم سب سے لے، اور ہم اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ذمہ داریوں کو جو اس نے اپنے مومن بندوں پر ڈالی ہے جتنا پورا کر سکتے ہوں اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔

حضرات! یہ ہمارے دینی مدارس ان کو ہم صرف دینی تعلیم گاہ سمجھتے ہیں، یہ تعلیم گاہیں نہیں، بلکہ یہ دینی پاور ہاؤس ہیں، جس طرح پاور ہاؤس سے پورے علاقے میں بجلی پہونچتی ہے، اور علاقوں کو روشن کرتی ہے، تاریکی کو دور کرتی ہے، جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، اندھیروں میں اجالا ہوتا ہے، اسی طرح یہ مدارس ہیں کہ ان سے پوری امت مسلمہ کو فیض پہونچتا ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جن علاقوں میں یہ ادارے قائم ہوتے ہیں، اور اسی طریقہ سے ایمان کی روشنی پہونچتی رہتی ہے، اگر یہ مدارس نہ ہوتے تو آپ غور کریں، اس سے آپ کو صحیح اندازہ ہوگا کہ اسلام ختم ہو جاتا۔

میں ترکستان گیا، وہاں سمرقند و بخارا میں جانے کا اتفاق ہوا، ہم نے وہ علاقے دیکھے، جہاں کے علماء کی کتابیں ہمارے ہندوستان کے اکثر مدارس میں پڑھائی جاتی

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، گویا کہ پورا ہندوستان ان کا شاگرد ہے، ان کی کتابیں پڑھے بغیر کوئی عالم نہیں بن سکتا، وہاں پر یہ حال ہے کہ وہاں کے لوگ نماز کو نہیں جانتے، اور آپ ﷺ کی تاریخ اور ان کے حالات کو نہیں جانتے، نماز پڑھنا اسلام کے دوسرے ارکان کو ادا کرنا تو بہت دور کی بات ہے، وہاں پر علماء ہیں لیکن بہت تھوڑے ہیں، انہوں نے چھپ کر کچھ علم حاصل کیا اور وہ اپنے دائرہ میں جتنی محنت ہوسکتی ہے کرتے ہیں، لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے، اس لیے کہ وہاں کی فضا ستر اسّی سال سے اسلام سے نا آشنا رہی، مسجدوں کو سینما کے اڈوں میں تبدیل کر دیا گیا، اصطبلوں اور نائٹ کلبوں میں بدل دیا گیا، وہاں کے عوام کا مزاج بگاڑ دیا گیا، اور نماز وروزہ اور دینی شعائر پر عمل کرنے سے سختی سے روک دیا گیا۔

آپ جانتے ہیں کہ ایک نسل تقریباً تیس سال عمل میں رہتی ہے، تیس سال کے بعد دوسری نسل آجاتی ہے جو عمل سنبھال لیتی ہے، زندگی کی ذمہ داریاں سنبھالنے والے بدل جاتے ہیں، تو اگر کوئی چیز روک دی جائے، اس کی حصول یابی بند ہو جائے تو آپ ایک نسل تک تو کام چلالیں گے، جس زمانے میں اس کو حاصل کیا ہے، وہ تو اسی نظریات پر قائم رہے گی، لیکن جب نسل بدلے گی، دوسری نسل آئے گی، اس کے پاس وہ چیز نہیں ہوگی، اس لیے کہیں بھی آپ کوئی چیز کوئی عادت کوئی رسم ورواج کوئی مذہب ختم کرنا چاہیں، تو آپ اس کو روک دیں اور تیس سال انتظار کرلیں یا ساٹھ سال انتظار کرلیں، جب تیسری نسل آئے گی تو وہ بالکل صاف ہوگی، اس کو کچھ معلوم نہیں ہوگا۔

اس سلسلہ میں مشرقی ترکستان کا ایک واقعہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، مشرقی ترکستان جو چین کے قبضہ میں ہے، وہاں ہندوستان یا پاکستان سے کوئی شخص سیاح کی حیثیت سے گیا، ہوائی اڈے پہونچنے پر ان کی کسی صاحب سے ملاقات ہوئی، اور کسی طرح ذکر آگیا کہ وہ مسلمان ہیں، وہ بہت خوش ہوا، اور کہنے لگا کہ ہم بھی مسلمان ہیں، اور آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی، اس کو اپنے مسلمان ہونے پر بہت فخر تھا، اس نے پوچھا

کہ تمہارے یہاں کیا اسلام پر عمل بھی ہوتا ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں، ہم روزانہ عبادت کرتے ہیں، اس نے پوچھا آپ کے یہاں کیا عبادت ہوتی ہے؟ انہوں نے چار پانچ عربی کے لفظ کی ایک دعا بتائی کہ ہم اس کو روزانہ صبح میں پڑھتے ہیں، بیچارے کو اتنا معلوم نہیں تھا کہ عبادت کیا چیز ہے، چند الفاظ دعا کے یاد تھے، جو سنت سے ثابت بھی نہیں تھے، بلکہ کسی بزرگ کی ترتیب دی ہوئی دعا تھی، اس کے الفاظ اب مجھے یاد نہیں رہے، اسی دعا میں ان کا گویا پورا اسلام سمٹ گیا تھا، وہ جانتے ہی نہیں تھے کہ اسلام کیا ہے؟ کلمہ ایمان کیا ہے؟ دین کیا چیز ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت اور ان کی زندگی کیسی تھی، ان کے صحابہ کیسے تھے؟ وہ دینی تعلیمات سے بالکل نابلد ہو گئے تھے۔

بہت لوگوں کا یہ خیال ہے اگر دینی تعلیم کو روک دیا جائے، دعوت کے کام کو روک دیا جائے، تو ایک دو نسل کے بعد دعوت کا کام، دین کا کام، اس کی تعلیمات، اس کے مدارس سب ختم ہو جائیں گے، آج جو اتنے حضرات جمع ہیں، یہ سب دین کی نسبت سے جمع ہیں، اس لیے کہ آپ کو آپ کے بڑوں کی تربیت حاصل ہوئی ہے، ایمانی ماحول میں آپ پلے بڑھے ہیں، ان کی سرپرستی میں آپ نے دین سے واقفیت حاصل کی ہے، مدارس کے ذریعہ سے اور علماء کے ذریعہ سے اور جن سے آپ کا دین کے سلسلہ میں ربط و تعلق رہا ہے، ان سے آپ نے دینی تعلیم اور دینی مزاج حاصل کیا ہے، لیکن اگر آپ سے آپ کی اولاد کو دین کی تعلیم نہیں پہونچے گی، آپ کی اولاد میں دینی شعور نہیں رہے گا، ایمان نہیں رہے گا، جتنی دینی تعلیم سے وہ واقف ہوگا اسی قدر وہ مسلمان ہوگا، پھر اس کے بعد آنے والی نسل بالکل ایمان سے ماوراء ہو جائے گی، اور پھر تیسری نسل بالکل صاف ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ علماء کرام برابر اس ملک میں کوشش کرتے رہے، اور اسی کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج یہاں اسلام اچھی حالت میں ہے، بہت سے مسلم ملکوں

www.abulhasanalinadwi.org

سے زیادہ بہتر حالت میں یہاں پر مسلمان ہے، لیکن یہ ہماری وجہ سے نہیں بلکہ ہمارے بڑوں کی وجہ سے ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسے بڑے عطا فرمائے تھے، حضرت شیخ الھندؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جیسے باحمیت علماء عطا کئے گئے تھے، جنہوں نے خون و پسینے کو ایک کر کے دین کی تعلیمات ہم تک پہونچائی، یہ سب ان کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم مسلمان ہیں، ہمارے مسلمان ہونے کی وجہ اسلام کو سیکھنا نہیں ہے، ہماری محنت کا اس میں بہت کم دخل ہے، یہ ہمارے بڑوں کی محنت کا نتیجہ ہے کہ ہم اسلام کو اتنا جانتے ہیں، اور اسلام سے ہم لوگوں کو اتنا تعلق ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، لیکن مستقبل میں کیا ہوگا؟ یہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، حکومت مسلمانوں کے پاس نہیں ہے، حکومت کا جو ذریعہ ہوتا ہے، اور اس کے جو فائدے ہوتے ہیں، وہ ہم کو حاصل نہیں ہیں، ہم جو کچھ محنت اور فکر کریں گے وہی ہوگا، باہر سے کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور حکومت کی طرف سے کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے، تو پھر ہمیں ہی فکر کرنی پڑے گی۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ان مدارس کو جس طرح ہم پھیلا سکیں، اور بڑھا سکیں اور اس کی حفاظت کر سکیں، یہ ہمارے لیے ضروری ہیں۔

ایک اہم بات یہ ہے جس کی طرف مولانا عبداللہ صاحب (۱) نے توجہ دلائی ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں جلدی اختلافات اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں، اس میں شاید نیت اچھی ہوتی ہو لیکن امت بکھر جاتی ہے، امت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے، اور کوئی چیز تقسیم ہو جائے اور بٹ جائے تو اس کی طاقت و قوت ختم ہو جاتی ہے، وہ اپنی جگہ چاہے اچھا ہو، لیکن وہ اثر انداز نہیں ہو سکتا، جب طاقت ختم ہو گی تو کیسے کوئی اثر انداز ہو پائیگا، اس امت کی اصل قوت اتحاد ہے، قرآن مجید کا حکم ہے، ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ

---

(۱) مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب گجرات کے صاحب فکر و نظر عالم دین اور کئی کتابوں کے مصنف اور جامعہ فلاح دارین ترکیسر کے رئیس ہیں، اس موقع پر کناڈا سے تشریف لائے تھے۔ (مرتب)

www.abulhasanalinadwi.org

اللّٰهِ جَمِيْعاً وَلَا تَفَرَّقُوا ﴾ صاف صاف حکم ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اور ادھر ادھر ٹکڑوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ، مل جل کر رہو، مل جل کر رہنے کے لیے اپنی طبیعت پر جبر کرنا پڑتا ہے، اور اپنی خواہش سے تنازل اختیار کرنا پڑتا ہے، یہاں پر آپس میں تفرق بہت تھا، جیسا کہ مولانا عبداللہ صاحب نے فرمایا، تو ان علماء نے جو مدارس کو چلا رہے تھے اور دین کی خدمت کر رہے تھے، انہوں نے یہ بات سوچی کہ کسی طریقہ سے اس بات کو ختم کیا جائے، اور یہ تعلیم گاہ کے ذریعہ سے کرنا چاہئے، تعلیم گاہ کا جو اثر پڑتا ہے وہ عام کوششوں کا نہیں پڑتا، اس لیے کہ طلباء اپنے اساتذہ کی بات کو وزنی سمجھتے ہیں، اور مانتے ہیں، اور اس پر عمل کرتے ہیں، ان کے مقابلہ میں واعظ کی بات سے اتنا متاثر نہیں ہوتے، جتنا معلم کی بات سے متاثر ہوتے ہیں، یہ سیدھی بات ہے کہ تعلیم گاہ کے ذریعہ سے کام کیا جائے گا اس کا اثر زیادہ پڑے گا، فوراً تو نہیں، لیکن جب نسل تیار ہو جائے گی تو نسل کام کرے گی، اور وہ اس فکر کو آگے بڑھائے گی، تو اس بنیاد پر ندوۃ العلماء کا قیام ہوا، اور ندوۃ العلماء نے اسی طریقہ سے کوشش کی، اور متعدد شخصیتیں اس کا نمونہ ہیں، علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا عبدالباری صاحب ندویؒ، ان حضرات کا تعلق حضرات دیوبند سے پوری طرح تھا، اصلاح واسترشاد کا بھی ان ہی سے تعلق تھا، حضرت مدنیؒ سے ندوہ کے لوگوں کا برابر اصلاح وارشاد کا تعلق رہا، لیکن تعلیم ونصاب کے سلسلہ میں نیا رویہ اختیار کیا، تاکہ اس میں جو تفریق پیدا ہوتی ہے، اس کے اسباب کسی طریقہ سے دور کر دیئے جائیں، اور امت کو آپس میں ملایا جائے۔

الحمدللہ یہ بات صرف ندوہ ہی نہیں، ندوہ نے تو اس کو اپنا موضوع بنایا، لیکن ہمارے حضرات اور بزرگوں نے بھی اس طریقہ کو اپنایا، ہندوستان میں اتنے زیادہ فرقے ہونے کے باوجود آپس میں جتنا اتحاد ہے، وہ آپ کو کسی دوسری جگہ نہیں ملے گا، یہ ہمارے بڑوں کی محنت کا نتیجہ ہے، حضرت شیخ الھندؒ، حضرت شیخ الحدیثؒ، حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

شیخ الاسلامؒ ان حضرات کے شاگردوں نے کتنی بڑی خدمت انجام دی ہے، کوئی مدرسہ ایسانہیں ہے، جو ان حضرات کے شاگردوں سے تعلق نہ رکھتا ہو، تو اس ملک میں ہم اقلیت میں ہونے کی وجہ سے ہمیں ہی اس کی فکر کرنی پڑے گی، ہم اگر اپنے کو نہیں سنبھالیں گے اور دین کو اپنی نسلوں تک نہیں پہونچائیں گے، تو دوسرا ہماری مدد کے لیے نہیں آئے گا، یہ حضرات اس وقت ہمارے مسلمانوں کی سربراہی کررہے ہیں اور دینی رہنمائی کررہے ہیں، ہمارے مسلمانوں کے دینی مزاج کو تقویت پہونچانے اور دینی مزاج پیدا کرنے کے لئے حضرت مولانا قمر الز.اں صاحب کا فیض بہت پھیل رہا ہے، وہ وسیع نظر بھی رکھتے ہیں، مسلمانوں کے مختلف مذاہب کے ساتھ رواداری کا بھی ان کا طریقہ ہے، سب ان کو پسند کرتے ہیں، اس طرح ہمارے مولانا عبداللہ صاحب یہ بھی وسعت قلبی اور رواداری کے حامل ہیں، اس زمانے میں رواداری کے بغیر ہم کوئی مضبوط کام نہیں کرسکتے، اس لیے ہم کو اس کی فکر کرنی ہے۔

پس دو باتیں میں خاص طور پر آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، ایک تو ہمارے مدارس کے بقاء کی بہت ضرورت ہے، ان مدارس کو ختم کرنے کی کوششیں بہت زور سے چل رہی ہیں، اس کو سب لوگ نہیں جانتے، وہ لوگ جو حالات سے واقف ہیں، وہی اس کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، اور اس کو مٹانے کی اس خوبصورتی کے ساتھ کوشش کی جارہی ہے کہ اس کا پتہ بعد میں چلے گا، جب وہ کامیاب ہوگی، اور اگر خدانخواستہ وہ وقت نکل چکا ہوگا، تو پھر کف افسوس ملنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ اس لیے ہم کو ہوشیار ہونا چاہیئے، ان مدارس کو قوت پہونچانا چاہیئے، اور ان کو مضبوط کرنا چاہیئے، ان کی طرف سے پورا دفاع کرنا چاہیئے، جب تک یہ مدارس کام کرتے رہیں گے، اس ملک میں دین قائم رہے گا، اور اگر خدانخواستہ اس میں ہماری کوشش نہ رہی اور توجہ نہ رہی، تو یہاں پر اسی طرح اسلام ختم ہوجائے گا جیسا کہ اسپین سے ختم ہوگیا، حالانکہ چھ سو آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے حکومت کی، لیکن حکومت کو بچا نہ سکے اور حکومت کے ساتھ وہاں مسلمان بھی ختم ہوگئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت ملک کو جس چیز کی ضرورت تھی، انہوں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی، انہیں اپنا اقتدار عزیز تھا، ضلع ضلع میں حکومتیں قائم کر کے انہوں نے علاقوں کو تقسیم کر دیا، اور جب عیسائی طوفان آیا، کوئی اس کے سامنے بند ھ نہ باندھ سکا، اس نے ایک ایک کر کے سب کو نگل لیا، بھائی بھائی سے جب لڑنے لگے تو پھر کہاں سے طاقت پیدا ہو سکتی ہے؟

لہذا ہم سب کو ایک ہو کر مل جل کر کام کرنا ہے، اور دین کی حفاظت کا احساس ہمارے اندر پیدا کرنا ہے، جب تک صحیح احساس پیدا نہیں ہوگا، تو ہم دین کی اس طرح خدمت نہیں کر سکتے جس طرح کرنی چاہئے، دین کو بچانے کی ذمہ داری ہماری ہے، حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے، دستور ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کرتا، اکثریت یہاں غیروں کی ہے اور ان کا طریقہ مختلف ہے، جو بھی محنت کرنی ہوگی ہمیں ہی کرنی ہوگی۔

ایک تو یہ کہ دین کی تعلیم اور دعوت دین کم از کم ضرورت کے مطابق پہونچ جائے گی، اور اس کے لیے سارے مسلمانوں کو میدان عمل میں آنا ہوگا، یہ کام کسی ایک فرد یا جماعت کا نہیں۔

دوسری اہم بات آپس کے اختلافات سے بچنا ہے، رواداری اختیار کریں، عقائد میں پختگی ہو، عقائد میں کوئی کمی بیشی نہیں، کوئی رواداری نہیں، کوئی گنجائش نہیں، لیکن جہاں عام انسانی سطح کی بات ہے اس میں آپس میں مل جل کر کام کر سکتے ہیں، اور اسلام کے جو ضروری معاملات ہیں، اس میں ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اختیار کریں۔

اسی لیے میں جب کسی مدرسے میں جاتا ہوں، اور کچھ سنانے کا موقع ملتا ہے، تو اس طرف لوگوں کی توجہ خصوصیت سے مبذول کرتا ہوں، کہ مدرسے بہت ضروری ہیں، ساری باتیں سارے مشورے جو مدرسے کو نقصان پہونچا سکتے ہیں، ان سے بچنے کی پوری کوشش کریں، اس سلسلے میں تفصیل کا موقع نہیں، اس لیے کہ بڑی طاقتیں خطرناک سازشوں کے ساتھ لگی ہوئی ہیں، اس لیے ان مدرسوں کی حفاظت کرنی ہے، اور اس کے ذریعہ سے جو فیض پھیلتا ہے اس میں مدد کرنے کی ضرورت ہے، ہم یہ

www.abulhasanalinadwi.org

سمجھتے ہیں کہ ہر مسلمان خاندان کو یہ فکر کرنی چاہئے کہ ہم میں دین باقی رہے، اس کی تمنا کرنے کے ساتھ فکر کرنی پڑے گی، اس کے لیے مختلف تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے، کم از کم ہر خاندان کے ایک یا دو فرد دینی علوم کے حامل بن کر سارے خاندان کو فیض پہونچائیں، سب لوگ تو ان مدارس میں نہیں پڑھ سکتے، اتنی تعداد تو ہونی چاہئے جس سے امت کو دین پر قائم رکھنے کا کام ہو سکے، اور امت دین سے دور نہ ہو، اس کے لیے آپ فوراً اس کا نتیجہ نہیں دیکھیں گے، بلکہ تیس سال میں نسل بدل جاتی ہے، جو کام آپ کر رہے ہیں، وہ آپ کی اولاد کرے گی، تیس سال کے بعد وہ میدان عمل میں ہوگی، اس لیے ہماری ذمہ داری دین پہونچانے کی ہے، ان مدارس کی قدر کیجئے، اور اس کی تقویت کے لیے جو آپ کے پاس ذرائع ہوں اس کو اختیار کیجئے، اور دوسرا یہ کہ فروعی معاملات اور عام انسانی معاملات میں رواداری کو اپنایئے، اس سے ہمیں قوت ملے گی۔

امت اس وقت تک مضبوط رہے گی جب تک ایک پلیٹ فارم پر رہے گی، متحد رہے گی، اس لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا جو پلیٹ فارم ہے، اس میں سارے مسلک کو شریک کیا گیا ہے، تاکہ ہماری آواز مضبوط ہو، ہم سب کو لے کر چل رہے ہیں، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے اسی چیز کو اپنایا تھا، اور وہ اسی کی دعوت دیتے تھے، اور ہم اسی دعوت کے مطابق یہ بات کہہ رہے ہیں، کہ ہندوستان میں ہم امت اسلامیہ کی تھوڑی سی ذاتی توجہ سے دین کو بچا سکیں گے، اس لیے کہ ہمارے سامنے اس کا تجربہ ہے، ہم اگر دین پر قائم رہیں گے، اور دین کو نسلوں تک منتقل کریں گے، تو یہ دین یہاں تابندہ و زندہ رہے گا۔

اصل تو انسان کی اندرونی طاقت ہوتی ہے، اس کا مقابلہ نہ اسلحہ سے ممکن ہے، اور نہ ظلم و زیادتی سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے، ظلم و زیادتی اور اسلحہ کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہو، اگر اس کا دل مضبوط ہے، تو اس کو بدل نہیں سکتے، ہم کو ہمارا ایمان اتنا مضبوط کر لینا چاہئے کہ ہمارے ایمان کو کوئی چھین نہ لے، یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ اپنے دل میں ایمان کو مضبوطی سے جمالیں، بزرگوں سے تعلق رکھنا اور ان سے فیض

www.abulhasanalinadwi.org

اٹھانا، ان سے دین وایمان کی باتیں معلوم کرنا، اور اس ایمان کو اپنے اندر جمالینا، جب جب بار بار آپ بزرگوں کے پاس اصلاح کی نیت سے آتے جاتے رہیں گے، تو ایمان آپ کے دل میں جم جائے گا، وہ آپ کی فطرت بن جائے گا، پھر جو آپ سے تعلق رکھے گا اس کے اندر ایمان داخل ہو جائے گا، تو ان مدارس کی طرف ساری توجہ صرف کرنا چاہئے، اور بزرگوں سے تعلق رکھنا چاہئے، اس وقت بزرگوں کی تعداد بہت کم ہے، اور جب تعداد کم ہوتی ہے تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

میں یہ باتیں طالب علم کی حیثیت سے عرض کرر ہا ہوں، اور میرے متعلق مولانا عبداللہ صاحب نے جو باتیں فرمائیں، وہ دراصل یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ ہم ایسے بنیں، اور یہ ان کی محبت ہے، آپ بھی دعا کریں ہم بھی دعا گو ہیں، کہ اللہ تعالیٰ ہم سب میں دین باقی رکھے، اور آئندہ نسل تک اس دین کو پہونچائے، جس طرح ہمارے بزرگوں نے ہم تک پہونچایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین.

☆☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی چیز اتفاقی نہیں

ہانسوٹ کے مدرسہ جامعہ مظہر سعادت (۱) میں طلباء اور اساتذہ کے سامنے کی گئی تقریر، اور اس کے بعد " الأدب العربی بین عرض و نقد" کے پہلے سبق کا درس دیا۔

الحمد للّٰہ رب العالمین ، و الصلاۃ و السلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد ، و علیٰ آلہ و صحبہ الغر المیامین ، و من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین ، و دعا بدعوتھم أجمعین ، أما بعد :

بزرگو اور دوستو! ابھی آپ تعارف کے سلسلہ میں سن رہے تھے، مجھے بڑی شرم آرہی تھی کہ آپ حضرات نے جس اچھے انداز میں محبت کا اظہار کیا، اور اپنے احساسات کا اظہار کیا، یہ احساسات دین کی بنیاد پر ہیں، لیکن میں ایک طالب علم آدمی ہوں، علم کی خدمت ایک عرصہ سے کررہا ہوں اور اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جو باتیں کی گئی ہیں ان کو میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات نے یہ سب کہہ کر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اور ہمارے ساتھی ایسا بننے کی کوشش کریں، جس سے لوگوں کو خوشی ہو اور امت کو تقویت ملے۔ چونکہ علم سے اشتغال کی وجہ سے علم اور اہل علم سے ہمارا خصوصی تعلق ہے اور آپ سب حضرات بھی علم سے جڑے ہوئے

(۱) جامعہ مظہر سعادت کے بانی اور ناظم مولانا عبداللہ پٹیل صاحب مظاہر علوم سہارنپور کے فاضل اور گجرات کے ممتاز علماء میں سے ہیں، ہانسوٹ کے مدرسہ میں مولانا عبداللہ صاحب نے احادیث میں مذکور اشیاء کو ایک جگہ جمع کر کے اچھے طریقہ سے اس کو نمائش کے لیے رکھ دیا ہے، مولانا مدظلہ نے اسے بھی ملاحظہ فرمایا، اور اس کے بعد خطاب فرمایا۔ (مرتب)

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اصل میں تو علم دین کی خدمت کرنے والے ایک بڑی ذمہ داری کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

آپ سب جانتے ہیں کہ کوئی چیز اتفاقی نہیں، ہر چیز اللہ کے یہاں پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے، جو اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی ہے، ہم یہاں اس ماحول میں پیدا ہوئے، اور اس ماحول میں ہم کو وقت گذارنے کا موقع ملا، یہ اتفاقی نہیں ہے، آپ میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے جس زمانے میں جس ماحول میں پیدا کیا، اور جس جگہ پیدا کیا ان میں سے کوئی چیز اتفاقی نہیں ہے، میں نے کئی جگہ کہا، اللہ کے فضل سے ہم مسلمان ہیں، لیکن کیسے مسلمان ہیں؟ ہم نے اس کے لیے کوئی قربانی نہیں دی، اللہ نے ہم کو مسلمان گھر میں پیدا کیا، مسلمان والدین کی گودوں میں پروان چڑھایا، پھر ہم کو ایسی صحبتیں ملیں جو اللہ کی طرف سے متعین تھیں، اور یہ کہ اللہ نے انسان کو دنیا میں بھیج کر زندگی گذارنے کے لیے نہیں پیدا کیا، بلکہ انسان سے اللہ کام لینا چاہتا ہے، اس نے فرمایا ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ کہ زمین پر میں اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں، ایک ایسی مخلوق پیدا کرنا چاہتا ہوں جو میری نیابت کرے، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے قانون کو نافذ کیا جائے، اس میں سب سے اہم کام دوسروں کو اللہ کی طرف بلانا، دوسروں کو اللہ کی اطاعت کی دعوت دینا ہے، یہی اللہ کا فرمان ہے اس کا حکم ہے، اور ان چیزوں سے روکنا ہے جس سے اللہ نے بچنے کے لیے فرمایا ہے، اور اگر جماعت حاصل ہو، قوت و اقتدار ملے تو اپنے ان اختیارات کے ذریعہ اس کام کو انجام دینا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا۔

اب یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو مسلمان گھرانے میں پیدا کیا، اور ہمیں ضرورت نہیں پڑی کہ ہم حق بات معلوم کریں، دنیا کے ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ معلوم کرے کہ حق کیا ہے؟ اور حق کو اختیار کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

نے مختلف ذرائع سے حق کو واضح کردیا ہے، اب انسان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ حق کو معلوم کرے، جس طرح ہمیں زندگی گذارنے کے لیے مختلف اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے، تو جہاں وہ اشیاء ملتی ہیں ہم وہاں جاکر ان اشیاء کو حاصل کرتے ہیں، مثلاً ہمیں جب غلہ کی ضرورت پڑتی ہے، تو جہاں غلہ مہیا ہوتا ہے وہاں جاکر ہم غلہ لاتے ہیں، اسی طرح ہر انسان کے لیے فرض ہے کہ وہ معلوم کرے کہ اس کا پروردگار اس سے کیا چاہتا ہے، اور یہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کونسا کام پسندیدہ ہے، اور اس کے کیا آداب ہیں، اللہ کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟ اللہ نے یہ سب باتیں اپنے نبیوں کے ذریعہ سے بتادی ہیں، اور نبی آخر الزماں پر قرآن مجید اتار کر دین کی حفاظت کا اعلان کردیا، قرآن دین کا محافظ بھی ہے، اور دین پر عمل کروانے ولا بھی ہے، وہ رب کی معرفت کے دروازے کھولتا ہے بندے کو رب سے ملاتا ہے، قرآن میں پروردگار کی طاقت وقوت کو بیان کردیا گیا، یہ بتادیا گیا کہ اللہ تم سے اس طرح کی زندگی چاہتے ہیں، اس کی عبادت کے طریقہ کو اس کے احکامات کو واضح کردیا گیا، اور حدیث شریف سے اس کی تشریح کردی گئی، یوں دونوں چیزوں کو اللہ نے ایک دوسرے سے مربوط کر کے انسانوں کی ہدایت کا دروازہ کھول دیا۔

قرآن وحدیث میں تمام چیزیں موجود ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، اب کوئی قیامت تک یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے پاس حق معلوم کرنے کا کوئی راستہ یا ذریعہ نہیں تھا؟ اس کے ساتھ اللہ نے جب انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا، تو اس امت کو انبیاء کا نائب بنادیا، اس امت کا ہر شخص نبی کا نائب ہے، اور اس کو وہ کام انجام دینا ہے جو نبی انجام دیتا ہے، وہ دعوت کا کام ہے، وہ تعلیم وتزکیہ کا کام ہے، حضور ﷺ کی جو صفت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے وہ تعلیم، تزکیہ اور دعوت ہے، ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

www.abulhasanalinadwi.org

وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ﴾ (ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، اور ان کو پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے) اور اب یہ ذمہ داری سارے انسانوں کی ہے، اس امت میں ایک خاص تعداد ایسی ہونی چاہئے، جو اس کام کو انجام دے، ﴿وَلْتَکُن مِّنکُمْ أُمَّةٌ یَدْعُونَ إِلَی الْخَیْرِ وَیَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنکَرِ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ یعنی ایک اچھی خاصی تعداد ایسی ہو، جو دعوت وتزکیہ اور تعلیم کا کام انجام دے سکے، اور الحمدللہ ہر دور میں ایسی جماعت ہوئی اور رہی ہے، جنہوں نے تعلیم وتزکیہ کا کام انجام دیا، اور اب ان مدارس اور خانقاہوں کے ذریعہ سے تعلیم وتزکیہ کا کام ہورہا ہے، اور مختلف دینی جماعتوں سے دعوت کا کام ہورہا ہے، تو جو لوگ ان مدرسوں میں آرہے ہیں، انہیں اس احساس ذمہ داری کو سمجھنا ہے کہ ان کا کام تعلیم ودعوت ہے، وہ جو تعلیم حاصل کررہے ہیں اس کے اندر جو نصائح اور احکام وآداب ہیں، اس پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی اس سے واقف کرائیں، اسے دوسروں کو سکھائیں، جب تک ایک جماعت اس کام کو انجام دیتی رہے گی، دین تر وتازہ رہے گا۔ اور جب یہ کام بند ہوجائے گا، تو پھر دین تعطل کا شکار ہوجائے گا، اہل دین ختم ہوتے چلے جائیں گے، اس زمین پر فساد پھیل جائے گا۔

ہم نے دنیا کے مختلف ممالک میں جاکر دیکھا کہ جب وہاں دینی تعلیم کا سلسلہ ختم ہوگیا، اور مدارس ویران کردیئے گئے، وہاں سے اسلامی تعلیمات ختم ہوگئیں، اسلامی شعائر مٹ گئے، مسلمانوں کی مسلمانی جاتی رہی، مدرسوں کی شاندار عمارتیں رہ گئیں، لیکن پڑھنے والے پڑھانے والے ختم ہوگئے، مسلمانوں کا خاتمہ ہوگیا، اس لیے کہ اللہ کی طرف سے ہر شخص کو وحی کے ذریعہ سے دین نہیں سکھایا جاتا، اللہ نے

www.abulhasanalinadwi.org

انبیاء کے ذریعہ سے وحی بھیج کر دین کی باتیں سکھادیں، اور دین کو مکمل کردیا، اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کو معلوم کریں اس لیے کہ اللہ نے اس ذمہ داری کو انجام دینے ہی کیلئے اس مخلوق کو پیدا کیا، اور اس کو انبیاء ورسولوں اور صحیفوں کے ذریعہ سے یہ ذمہ داری بتادی، اب ان مدارس کے ذریعہ سے رسولوں کا کام انجام دیا جارہا ہے، یہ مدارس حقیقت میں پاور ہاؤس کی حیثیت رکھتے ہیں، یہ جو پاور ہاؤس سے بجلی ہر گھر میں پہونچتی ہے، لوگوں کی ضرورتیں اس سے پوری ہوتی ہیں، جتنی بجلی کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ان پاور ہاؤس سے ان کو حاصل ہوجاتی ہے، اسی طرح ہمارے مدارس کے ذریعہ سے پوری امت کو دین کی روشنی پہونچتی ہے، دین کی روشنی کی ضرورت ہر خاندان کو ہر فرد کو ہے کہ اس کو دین کی روشنی ملے، روشنی کا مطلب جس سے ہم دیکھ سکیں، اندھیرے میں حالات معلوم کرسکیں، اگر اجالا نہ ہوتو اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا، اسی طرح اگر دین کی روشنی ہمیں نہیں پہونچے گی تو ہمیں کفر کی ظلمتوں میں زندگی گذارنی پڑے گی، اور ہم دین سے ناواقف رہیں گے، یہ مدارس حقیقت میں دین کے پاور ہاؤس ہیں، وہ دین کی روشنی کو گھر گھر پہونچاتے ہیں، تو ان مدارس میں آپ کو اسی لیے بھیجا گیا ہے، تاکہ آپ لوگ یہاں سے روشنی حاصل کریں اور دوسرے گھروں تک اس روشنی کو پہونچائیں، ظلمتوں میں اجالا کریں، بدعتوں کی دنیا میں سنت کی روشنی سے ظلمتوں کو کافور کریں، اور یہاں تعلیم حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے رہا ہے، یہ سب اللہ کی طرف سے متعین ہے کہ آپ لوگ یہاں آکر دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

جس طرح پیدائش کے مسئلہ میں ہم نے عرض کیا کہ جو جہاں جس جگہ جس زمانے میں پیدا ہوا، اللہ نے اس کو اسی زمانے کے لیے منتخب کیا تھا کہ یہ ذمہ داری پوری کرنے کے لیے فلاں زمانے میں فلاں جگہ اس کو کام کرنا ہے، مختلف زمانے میں

www.abulhasanalinadwi.org

مختلف مزاج کے حامل لوگ پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی اعتبار سے لوگوں کو دین کی خدمت کے لیے پیدا کرتا ہے، جو ان میں سب سے بہترین ہوتا ہے، اور اللہ کے نزدیک منتخب کردہ ہوتا ہے، جیسے آپ لوگ مزدور لگاتے ہیں، کچھ مزدور پتھر لانے کے لیے متعین کرتے ہیں، کچھ مزدور دیوار اٹھاتے ہیں، اور دوسرے مزدوروں کو دوسری ذمہ داریاں دی جاتی ہیں، اسی طرح دین کا کام اللہ تعالیٰ مختلف لوگوں سے مختلف ذرائع سے لے رہا ہے، جس سے اللہ دین کا جس طرح سے بھی کام لے، وہ اس کے لیے باعث سعادت ہے، اور اس پر اللہ کا خاص فضل ہے کہ اس سے دین کا کام ہو رہا ہے، اسی لیے ہم جب کسی مدرسہ میں جاتے ہیں، تو وہاں قرآن و حدیث کی اشاعت اور دینی تعلیم کے مراکز کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتے ہیں کہ یہاں پر ایسے لوگ تیار کیے جا رہے ہیں، جو خدا اور رسول کی تعلیمات کو گھر گھر پہونچائیں گے، خود بھی عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیں گے، ان کی زندگیوں کو دیکھ کر ہزاروں کی زندگیاں بنیں گی، کتنے لوگ جہنم سے بچیں گے، اس طریقہ سے دین قائم رہے گا، دین زندہ و تابندہ رہے گا، اور دین کا سلسلہ نسلاً بعد نسل چلتا رہے گا۔

اللہ نے دین کے احکامات کو اپنی عبادت کو انسانوں کی فطرت میں داخل نہیں کیا، جس طرح دوسری مخلوقات کی فطرت میں اللہ نے اپنی عبادت کو داخل کیا ہے، دنیا میں جتنی چیزیں ہیں، سب اللہ کی تسبیح اور عبادت کرتی ہیں ﴿وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ ان مخلوقات کا مشغلہ ہی یہی ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتی رہیں، اور فرشتوں کی غذا ہی اللہ کی عبادت ہے، کوئی سجدہ میں ہے کوئی رکوع میں ہے، کوئی حالت قیام میں ہے کوئی جلسہ میں ہے، سب اپنی اپنی جگہ پر اللہ کی عبادت اور اس کی بڑائی بیان کر رہے ہیں، یہ سب ان کی فطرت میں داخل ہے، لیکن انسانوں اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی

عبادت کے سلسلہ میں اختیار دیا تاکہ ان کو آزمایا جائے، اور طریقۂ دعوت کا مکلّف بنایا کہ اللہ کے راستے کی طرف دوسروں کو بھی بلائیں، دوسری مخلوقات پر اللہ نے ایسی ذمہ داری نہیں ڈالی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ آپ کا یہ مدرسہ خدمت دین میں اور علوم شرعیہ کو پھیلانے میں لگا ہوا ہے، اور علاقہ میں اس کا بڑا اثر ہے، اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ سے زیادہ نافع بنائے، ہمیں یہاں آکر نہایت خوشی ہوئی کہ یہاں تعلیم کا اتنا اچھا انتظام کیا گیا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جن چیزوں کا تذکرہ ملتا ہے، اور حدیث کی کتابوں میں روزمرہ کی اشیاء کا ذکر آتا ہے، جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ استعمال کرتے تھے، ان چیزوں کی یہاں نمائش دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی۔

یہ طلباء اور عوام کے لیے بھی دلچسپی کی چیز ہے، اس سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھائیں گے، اسی طرح نت نئی چیزوں کو امت کے سامنے لا کر سیرت نبوی کے نمونے امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے، میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں کے ذمہ داروں کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین

(اس کے بعد حضرت نے الادب العربی کا طلباء کے سامنے درس دیا۔)

☆☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

دین وعلم دین کی مجالس میں فرشتوں کی شرکت

ضلع بھروچ کے شہرولن کی جامع مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد شرکائے مجلس سے خطاب

الحمد لله رب العالمين، و الصلاة و السلام علىٰ سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا محمد، و علىٰ آله و صحبه الغر الميامين، و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، و دعا بدعوتهم أجمعين، أما بعد:

بھائیو اور دوستو میرے لیے مسرت اور خوشی کی بات ہے کہ میں آپ حضرات کے سامنے حاضر ہوا ہوں، اور یہ جان کر خوشی ہوئی کہ یہاں اس بستی میں آپ حضرات اچھی تعداد میں ہیں، اور یہ بستی کی بھی خوش قسمتی ہے کہ اس میں اللہ کے ماننے والے اللہ کے رسول ﷺ کے پیرو کار اچھی تعداد میں ہیں، جہاں دین کی مجلسیں لگتی ہیں، وہاں فرشتے آتے ہیں، اور شریک مجلس ہو جاتے ہیں، حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی اللہ کا ذکر ہو رہا ہو لوگ بیٹھے ہوں، اللہ کو یاد کر رہے ہوں، فرشتے آ کر کے اس مجلس کو گھیر لیتے ہیں، اس بنیاد پر بالکل کہا جا سکتا ہے، کہ آپ کے اگل بغل میں فرشتے بیٹھے ہیں، فرشتے چونکہ نظر نہیں آتے، اللہ نے ان کو ایسا جسم دیا ہے جو نظر نہیں آتا، ان کو اور جنوں کو اللہ تعالیٰ نے مخفی جسم دیا ہے۔

جیسے ہوا ہوتی ہے یہ نظر نہیں آتی، اسی طرح ان کے جسم نظر نہیں آتے، لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی صلاحیت دی ہے، جنوں کو بھی اور فرشتوں کو بھی، کہ وہ اپنی

شکلیں بدل سکتے ہیں، انسانوں کی شکل بھی بنا سکتے ہیں، حضور ﷺ کے پاس جبرئیل امین آتے تھے، کبھی انسان کی شکل میں آتے تھے اور کبھی اپنی شکل میں آتے تھے، تو فرشتے آپ کی اس محفل میں بیٹھے ہوں گے، آپ کے آگے پیچھے بیٹھے ہوں گے، لیکن آپ ان کو دیکھ نہیں سکتے، آپ سوچئے کہ آپ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں اور کوئی وزیر آپ کے پاس آکر بیٹھ جائے، تو آپ کو احساس ہوگا کہ وزیر ہمارے پاس بیٹھا ہوا ہے آپ جا کر اپنے گھروں میں اور اپنے دوستوں میں کہیں گے کہ واہ ہمارے پاس تو وزیر صاحب بالکل ہم سے ملے بیٹھے تھے آپ کہیں گے یا نہیں کہیں گے؟ اور اگر فرشتے بیٹھے ہوں آپ کے ساتھ، لیکن چونکہ آپ کو معلوم نہیں، وہ دکھتے نہیں، اس لیے آپ کو احساس نہیں ہوتا، لیکن آپ سوچئے کہ جب اللہ کے رسول نے یہ بتایا ہے کہ فرشتے اس مجلس میں آتے ہیں، جہاں اللہ کا نام لیا جارہا ہو، اور اللہ کا ذکر کیا جارہا ہو فرشتے شریک مجلس ہوتے ہیں، اور یہ فرمایا کہ جب فرشتے لوٹ کر جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے تم کہاں گئے تھے؟ کہاں سے آرہے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتے ہیں پھر بھی پوچھتے ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش ہوتا ہے، اس لیے پوچھتا ہے، فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہم تیرے فلاں بندوں کے پاس گئے تھے، اللہ پوچھتا ہے وہاں کیا ہورہا تھا؟ فرشتے کہتے ہیں وہاں آپ کا نام لیا جارہا تھا، آپ کا تذکرہ کیا جارہا تھا، آپ کی عظمت اور کبریائی بیان کی جارہی تھی۔ تو ایسی مجلس میں شریک ہونا جس میں اللہ کا نام لیا جارہا ہو، اللہ کے رسول ﷺ کا تذکرہ کیا جارہا ہو، اور ان سے محبت کا اظہار کیا جارہا ہو، اللہ کے فضل و مہربانی کا اظہار کیا جارہا ہو، تو وہ مجلس فرشتوں کی مجلس بن جاتی ہے، انسان بھی فرشتے بھی اور اللہ کی دوسری مخلوقات بھی اس مجلس میں شریک ہوجاتے ہیں، تو کیسی مبارک مجلس ہوجاتی ہے، آپ اسی سے سمجھ لیجئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ یہ آپ کی چھت اور

www.abulhasanalinadwi.org

یہ درودیوار یہ زمین اعمال واقوال کو جذب کرتی ہیں، جیسے آپ جانتے ہیں کہ آواز اور تصویریں ریکارڈ ہو جاتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ نظام ہے کہ یہ سب ریکارڈ ہو رہا ہے، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھے گا، کہ بتاؤ تم نے کیا کیا تھا؟ زمین گواہی دے گی یہ درودیوار گواہی دیں گے، آپ جس جگہ نماز پڑھیں گے، وہ جگہ گواہی دے گی، کہ ہاں نماز پڑھی تھی یہ سب گواہ بن جائیں گے، آپ کے نیک کاموں کے گواہ بن جائیں گے، اس بات کے گواہ بن جائیں گے، کہ آپ اللہ کا نام لے رہے تھے، اللہ کا نام لینے والی مجلس میں شریک تھے، اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کا اظہار کر رہے تھے، اس لیے دیکھئے، اللہ کے رسول کو اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں کہ رسول بنا کر بھیجا ہے بلکہ ان کو سارے ایمان والوں کے لیے نمونہ بنا دیا ہے، اس لیے ایمان والوں کو اس نمونہ کی نقل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور فرمایا ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اللہ کے رسول کی اطاعت کرو، تو اللہ تعالیٰ تمہاری محبت کو قبول کرے گا، اور یہ حکم دیا کہ ان پر درود بھیجا کرو، اور خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آپ پر درود بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ "من صلى عليّ واحدة صلى الله تعالىٰ عليه عشراً" (رواه الترمذی) تو ہماری زندگی کا بہتر حصہ وہی ہوگا جو اللہ کا نام سننے میں اللہ کے رسول ﷺ کی بات سننے میں صرف ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ حصہ محفوظ ہو جاتا ہے، یہ درودیوار اس کو محفوظ کر لیتے ہیں، اور فرشتے جو اس میں شریک ہوتے ہیں، وہ اس کے گواہ بن جاتے ہیں کہ اللہ کے نام کی مجلس میں شریک تھے، اللہ کے رسول ﷺ سے محبت والی مجلس میں شریک تھے، یہ کتنی بڑی بات ہے۔

تو میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی مسرت والی بات ہے کہ ہم اور

www.abulhasanalinadwi.org

آپ ایسی مجلس میں شریک ہیں، جس میں آپ لوگ اللہ کی بات سننے کے لیے بیٹھے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی بات سننے کے لیے بیٹھے ہیں، یہ مجلس بڑی مبارک مجلس ہے، ہم لوگ کیا ہیں، یہاں تو فرشتے بیٹھے ہیں، اس پر ہم لوگوں کو خوشی ہونی چاہیئے، اور خوشی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم کو فائدہ ہوا، اور خوشی اسی کو کہتے ہیں، اس لیے یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ہم کو فائدہ ہوا، دین کی باتوں پر خوش ہونا چاہیئے، نماز پڑھی تو اس پر خوشی ہو، کہ اللہ نے ہم کو توفیق دی، کہ نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، یہ ہمارے لیے بڑی نعمت کی بات ہے، ہم نے حضور ﷺ کا تذکرہ کیا، آپ کی باتیں بتائی، آپ کے اقوال کا ذکر کیا، آپ پر درود بھیجا، سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو توفیق دی، کہ اللہ کے رسول ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم ہے، ان پر ہم نے درود بھیجا ہے، ان کا ہم نے تذکرہ کیا ہے، ان سے محبت کا اظہار کیا ہے، حضور ﷺ سے محبت کا اظہار آپ کی اطاعت، آپ کی فرماں برداری یہ سب اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اللہ اس پر اجر عطا فرمائے گا۔

اور اللہ وہ ہے جس نے یہ سارا عالم بنایا، ساری مخلوقات کو پیدا کیا، اور ساری نعمتیں اسی کی دی ہوئی ہیں، وہ جو چاہے کرے، نعمتوں کو چھین بھی سکتا ہے، وہ نعمتیں دیتا بھی ہے اور چھینتا بھی ہے، ناراض ہو جائے تو نعمتوں سے محروم کر دے، یہ معمولی چیزیں جن کے لیے ہم مرے جاتے ہیں، اللہ ان کو روک بھی سکتا ہے، آدمی کی صحت کو اگر اللہ برقرار نہ رکھے تو آدمی کی زندگی ختم ہو جائے، اس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ ایک معمولی پھنسی نکل آتی ہے، اور وہ اچھی نہیں ہوتی، تو آدمی بیتاب و پریشان ہو جاتا ہے، سر میں درد ہو رہا ہو اور دوا سے فائدہ نہیں ہو رہا ہو تو آدمی کی زندگی بیکار ہو جاتی ہے، بادشاہوں کے تذکرہ میں آتا ہے کہ جب ان کے سر میں درد ہوتا تھا، اور کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا تو وہ کہتے تھے اگر کوئی ہمارا درد دور کرے تو ہم اس کو اپنی آدھی سلطنت دے

دیں، سلطنت کتنی ہی بڑی اور عزیز کیوں نہ ہو، لیکن صحت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، آدمی کو کوئی تکلیف ہوتی ہے، تو بہتر سے بہتر غذا اس کو اچھی نہیں لگتی، وہ اپنے سامنے سے مرغوب غذا کو ہٹا دیتا ہے، تو یہ صحت کتنی بڑی نعمت ہے، سر میں درد نہیں پیٹ میں درد نہیں، درد ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتا ہے اور درد دور ہو جاتا ہے، تو ہمیں اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا چاہیے۔

شکر کیسے ادا ہوتا ہے؟ شکر زبان اور عمل دونوں سے ادا ہوتا ہے، عمل سے اس طرح کہ اللہ کا جو حکم ہے اس کو ہم پورا کریں، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے جو طریقے ہیں، اللہ کو خوش کرنے کے جو ذرائع ہیں، ان کو ہم اختیار کریں، نماز، روزہ، حج یہ سب چیزیں اللہ نے ہمارے لیے مقرر کی ہیں، اس کو انجام دیں، اس کے ذریعے سے ہم اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ یہ تیرا احسان ہے تو نے ہم کو صحت دی، تو نے ہمیں کھانے پینے کی غذا دی، ایسے آدمی بھی آپ کو ملیں گے، جنہیں کھانے کے لیے دو ٹکڑے بھی میسر نہیں، رہنے کے لیے ایک گز زمین بھی مہیا نہیں، فٹ پاتھ پر سڑکوں کے کناروں پر پڑے ہیں، اور وہیں رہ کر اپنی زندگی کی سانسیں پوری کر رہے ہیں، تو اللہ کا ہم پر یہ کتنا بڑا احسان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھانے کے لیے بہترین بہترین غذائیں دی، پہننے کے لیے اچھے اچھے لباس عطا کئے، اور رہنے کے لیے عمدہ مکان عطا کئے، تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اللہ نے ہم کو جو نعمتیں دی ہیں وہ دو طرح کی ہیں، جسمانی نعمت بھی ہے اور روحانی نعمت بھی ہے، جسمانی نعمت صحت و عافیت کا ہونا، سلامتی اور امن کا ہونا۔ امن نہ ہو اور مصیبت آئی ہوئی ہو اور جھگڑا ہو رہا ہو، تو کتنی پریشانی ہوتی ہے، یہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے، کہ اس نے ہمیں سلامتی دی ہے عزت دی ہے، سکون و اطمینان اور عافیت کے ساتھ ہماری زندگی گذر رہی ہے، اور ہمارے جسم میں کوئی تکلیف نہیں، یہ بھی اللہ کی نعمت ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور روحانی نعمت یہ ہے کہ ہم اللہ کے دین پر اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر اس کی شریعت پر چل رہے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری میں لگے ہوئے ہیں، ان سے محبت کرتے ہیں اور ان پر درود بھیجتے ہیں، تو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا اس پر اللہ کا شکرادا کرنا کہ اے اللہ تیرا بڑا احسان ہے تو نے ہم کو یہ نعمتیں دی ہیں، دنیا کی نعمت فانی ہے، ختم ہونے والی ہے، دنیا کی نعمت مختصر نعمت ہے، ایمان کی نعمت لازوال نعمت ہے، ایمان کی نعمت ایسی نعمت ہے، جو آخرت میں کام آنے والی ہے، دنیا کی نعمتیں تو یہیں ختم ہو جائیں گی، ظاہر ہے کہ انسان قبر میں تو لے کر نہیں جائے گا، دنیا کی سب نعمتیں یہیں رہ جائیں گی، گاڑی، بنگلہ، بینک بیلنس سب دھرا کا دھرا رہ جائے گا، لیکن آخرت کی نعمتیں وہاں کی زندگی نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، جس کا کوئی حساب نہیں، وہاں اگر نعمتیں نہ ملیں تو کتنا بڑا خسارہ ہوگا؟

ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ہمارے سر میں درد ہوتا ہے تو کتنی بڑی پریشانی ہوتی ہے، چاہتے ہیں کہ جلد دور ہو جائے، اور اگر آخرت میں ہم کو راحت وآرام نہ ملے، اور عذاب جہنم کا شکار ہو جائیں تو پھر کیا ہوگا؟ اللہ ہماری آپ کی سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے، تو ہمیں اللہ کا اس کی ایک ایک نعمت پر شکرادا کرنا چاہیے، اس کی نعمتوں کا شکر یہ ہے، کہ ہم اس کی ایک ایک نعمت اسی کے حکم کے مطابق استعمال کریں۔

سب سے بڑا احسان اس دنیا میں ہم لوگوں پر اللہ کا یہ ہے کہ اس نے ہم کو ایمان دیا، اللہ نے ہم کو مسلمان گھرانے میں مسلمان والدین کی گود میں پیدا کیا، اور اسی وجہ سے ہم مسلمان ہیں، ورنہ مسلمان ہونے کے لیے ہم نے کوئی محنت تھوڑی کی ہے، ہم لوگ مسلمان اس وجہ سے ہیں کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے، اللہ کا ہم پر یہ احسان ہوا کہ نہیں؟ ہم لوگ مسلمان صرف اور صرف اللہ کی نعمت اور احسان کی وجہ سے ہیں۔ اگر ہم کسی غیر مسلم کے گھر میں پیدا ہوئے ہوتے تو کیا کرتے؟ بڑا مشکل کام ہے کہ کسی غیر

www.abulhasanalinadwi.org

مسلم کے گھر میں پیدا ہوں اور پھر اسلام قبول کریں، اللہ نے ہم کو گھر بیٹھے اسلام کی نعمت دی ہے، اس کے بعد دینداروں کی صحبت سے نوازا، دینی و ایمانی ماحول سے سرفراز کیا، آدمی جو دیکھتا ہے وہ کرتا ہے، بچہ اپنے ماں باپ کو دیکھ کر ساری باتیں سیکھ لیتا ہے، بولنا سیکھتا ہے، چلنا سیکھتا ہے، دوڑنا سیکھتا ہے، یہ سب والدین کو دیکھ کر وہ سیکھتا ہے تو یہ جو ہمیں دین حاصل ہوا ہے، جو دینداری آپ میں ہے، اللہ کے رسول ﷺ سے محبت ہے، یہ سب صحبت سے پیدا ہوئی، ایسے لوگوں کی صحبتیں آپ کو ملیں جن سے یہ ساری باتیں آپ نے سیکھیں، اللہ نے ایسا موقع آپ کو فراہم کیا جن سے فائدہ اٹھا کر یہ ساری باتیں آپ نے معلوم کرلیں، دینداری آپ کے اندر آگئی، اگر آپ برے اور غلط لوگوں کی صحبت میں رہتے، تو برے ہوتے، گنہ گاروں اور بداعمال لوگوں کی صحبت ملتی تو گنہ گار اور بدکار ہوتے، لیکن اللہ نے آپ کی ان تمام غلط چیزوں سے بری صحبت سے حفاظت کی اور بچایا، تو آپ بچ گئے، تو یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ مسلمان بنایا اور ہماری مسلمانیت کو باقی رکھنے کا انتظام فرمایا۔ ہمارا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔

تو جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ آدمی جو دیکھتا ہے وہ سیکھتا ہے، آپ جو دین کی باتیں سنیں گے وہ آپ کے دل میں بیٹھیں گی، اور آپ کو اپنے دین پر تقویت ملے گی، اور آپ جب اپنے ساتھیوں کو دین کی باتیں کرتے ہوئے دیکھیں گے کہ وہ ایمان کی باتیں سیکھ رہے ہیں، اس سے آپ کے اندر جذبہ پیدا ہوگا، تو ہم مبارک باد دیتے ہیں کہ آپ لوگ اتنی بڑی تعداد میں اس مجلس میں بیٹھے ہیں، یہاں جمع ہو کر دین کی باتیں سن رہے ہیں، تو یہ سب در و دیوار یہ جگہیں گواہ بن رہی ہیں کہ یہاں اتنے لوگوں نے ذکر کیا، اتنے لوگوں نے تلاوت کی ہے، اتنے لوگوں نے نمازیں پڑھی ہیں، یہ سب قیامت کے روز گواہی دیں گے، کہ اس میں فلاں بھی تھا اس نے نماز پڑھی تھی، فلاں بھی تھا اس نے بھی قرآن کی تلاوت کی تھی، اللہ کے سامنے یہ سب آپ کے حق

www.abulhasanalinadwi.org

میں گواہی دیں گی، اس لیے میں نے کہا کہ آپ ان سب باتوں سے خوش ہوں، اور خوش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اے اللہ! تو نے ہمیں ایمان نصیب فرمایا، یہ مبارک مجلس نصیب فرمائی، اللہ! یہ تیرا بہت بڑا احسان ہے، یا اللہ! ہم اس پر تیرا شکر ادا کرتے ہیں، اور اے اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج، کہ ان کی وجہ سے ہمیں یہ نعمتیں ملی ہیں۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نہ ہوتی، اگر آپ نے دین کے لیے محنت وجد وجہد نہ کی ہوتی، تو آج ہم اسلام سے واقف بھی نہ ہوتے، یہ دین کی باتیں ہم نے آسمان پر جا کر نہیں سیکھیں، یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پھر ان کے بعد ان کے صحابہ کے ذریعہ سے معلوم ہوئیں، آپ اگر یہ باتیں نہ پہونچاتے، تو کہاں سے یہ چیزیں ہم کو معلوم ہوتیں، تو اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے، اور پھر اللہ کے بعد سب سے بڑا احسان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے، اس لئے جتنا ہو سکے تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، اور صرف درود وسلام بھیجنا کافی نہیں ہے، بلکہ اصل تو ان کی پیروی کرنا ہے، ان کے حکموں پر چلنا ہے، اور آپ کے نمونے کو اختیار کرنا ہے، اللہ کا یہی حکم ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ تو وہ نمونہ آپ نے ہم کو سکھایا ہے، کہ نماز پڑھو تو کس طرح پڑھو، روزہ رکھو تو کس طرح رکھو، اللہ کو راضی کرنے کا یہ طریقہ ہے، تو اس کو اختیار کرو، یہ سب باتیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہیں، جن پر عمل کرنا ضروری ہے، تو جب تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں نہیں سنیں گے، اور نہیں سیکھیں گے، تو کیسے کہیں گے کہ یہ باتیں ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں، تو جہاں اللہ کے رسول کا تذکرہ اور اللہ کا نام لیا جا رہا ہو، اور ان کے اوصاف بیان کیے جا رہے ہوں، تو وہاں جانا چاہیے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے، اگر ہم جائیں اور صرف سن لیں، تو اس سے فائدہ نہیں ہے، اچھی بات ہو رہی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتو اس کو سنیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، اور اگر کہیں غلط کام ہوتا ہوا دیکھیں، تو اللہ کی طرف سے یہ بھی حکم ہے کہ ان کو بتادو کہ یہاں غلط کام ہو رہا ہے، زبان سے اس کو روکنے کی کوشش کریں، اور یہ نہیں کر سکتے تو اس کو برا سمجھیں۔

اسی طرح دین پھیلتا ہے، کہ آدمی ایک دوسرے کو بتائے کہ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ باتیں بتائی ہیں، اللہ کے یہ احکام آئے ہیں، اسی طریقہ سے یہ دین پھیل رہا ہے، آج سوا چودہ سو سال ہو گئے ہیں لیکن آج بھی اسی طرح دین قائم و دائم ہے، اس کے زبر زیر میں بھی کچھ فرق نہیں ہوا ہے، اور اس پر عمل ہو رہا ہے، کیوں کہ علماء ایک دوسرے کو بتاتے ہیں اور سکھاتے ہیں، ماں باپ سے آدمی سیکھتا ہے، اپنے اساتذہ سے سیکھتا ہے، اپنے دوستوں سے سیکھتا ہے، اپنے محبت کرنے والوں سے شفقت کرنے والوں سے سیکھتا ہے، اسی طرح سیکھ سیکھ کر ایک نسل سے دوسری نسل میں دین منتقل ہوتا ہے، اس وقت سے لے کر آج تک کتنی نسلیں گذر گئیں، لیکن دین اپنی جگہ قائم ہے، کوئی تبدیلی اس میں نہیں آئی، اس لیے کہ ہم نے اپنے اچھے لوگوں سے دین سیکھا، اور ہم سے دوسرے لوگ سیکھیں گے، تو ہمیں اچھا نمونہ اختیار کرنا چاہئے، اللہ کے رسول ﷺ کا نمونہ اختیار کرنا چاہئے، ہم کو اس بات پر شکر ادا کرنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے لیے دعا کرنی چاہئے ان پر درود بھیجنا چاہئے کہ اللہ نے ہماری ہدایت اور اصلاح کے لیے نبی رحمت ﷺ کو بھیجا، اور آپ نے یہ دین ہم تک پہونچایا، ورنہ ہم مسلمان کہاں ہوتے، اگر حضور ﷺ اس دین کو نہیں پہونچاتے تو ہم محروم رہ جاتے۔ تو اللہ کے بعد سب سے بڑا احسان اللہ کے رسول ﷺ کا احسان ہے۔ ہم ان کے احسان کو مانیں، اور احسان کو اس طرح ماننا ہے، کہ اچھی باتوں کو اختیار کریں اور حق بات کو

www.abulhasanalinadwi.org

ماننے کی کوشش کریں، ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے اور اس کا صحیح فائدہ آخرت میں ہوگا، اللہ قبول فرمائے۔ ہمیں اور آپ کو عمل کی توفیق سے نوازے، اسلام کے مطابق زندگی گذارنے اور ایمان کے ساتھ رخصت ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ کہ یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے

یہ تقریر نماز جمعہ کے بعد گودھرا کی جامع مسجد میں کی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، و الصلاۃ و السلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد، و علیٰ آلہ و صحبہ الغر المیامین، و من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین، و دعا بدعوتھم أجمعین، أما بعد:

بھائیو دوستو اور عزیزو! میرے لیے مسرت کی بات ہے کہ اس مسجد میں آپ حضرات اس عنوان سے تشریف لائے ہیں، یہ مجلس جو اس مسجد میں منعقد ہو رہی ہے، جس میں آپ نماز کی نیت سے آئے ہیں، بڑی مبارک مجلس ہے۔

ہمیں اس دنیا میں جو بھی چیزیں نظر آتی ہیں، ان کا ظاہر و باطن دونوں ہوتا ہے، ظاہر سے مراد وہ ہے جو چیزیں ہم دیکھتے ہیں، جو ہمارے مشاہدہ میں آتی ہیں، ہمارے تجربہ میں آتی ہیں، تو ہم کو پورا یقین ہو جاتا ہے، اور اس کے مطابق ہم اپنی زندگی کو جانچتے ہیں، مثلاً سردی کی تکلیف میں انسان گرمی کے ذرائع اختیار کرتا ہے، لیکن گرمی کو ہم دیکھتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں، اس لیے ہمیں پورا یقین ہو جاتا ہے کہ گرمی ہو رہی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعمال کو جوڑ دیا ہے اندر کی کیفیت سے، آدمی عمل کرتا ہے، ایک تو ظاہری عمل ہے لیکن ایک اس کی کیفیت ہوتی ہے، مثلاً کسی کی آپ مدد کر رہے ہیں، اور ظاہر میں تو آپ اس شخص کو کچھ مدد دے رہے ہیں، آپ کو دیکھنے والا یہ سوچے گا کہ آپ ہمدردی میں کر رہے ہیں اور

www.abulhasanalinadwi.org

غریب کی خدمت کر رہے ہیں، لیکن اس کے بعد اصل چیز تو آپ کی نیت ہے۔ کہ آپ کس نیت سے دے رہے ہیں؟ آپ کے دل میں کیا ہے؟ نام ونمود کے لیے دے رہے ہیں، کیا آپ اس کو اپنا آدمی سمجھ کر دے رہے ہیں، یا اللہ کے لیے دے رہے ہیں، یا اپنے ذاتی عمل کے لیے دے رہے ہیں؟ اس کا تعلق اندر سے ہے جس کو کوئی نہیں دیکھتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید کو جاننے والے ہیں، وہ نیتوں کو جاننے والے اور انسان کے اعمال کو دیکھنے والے ہیں، انسان کو خود معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس کے لیے کر رہا ہے، لیکن دکھانے کے لیے یہ ظاہر کرتا ہے، کہ وہ بہت نیکی کا کام کر رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن رکھا ہے، اور باطن کی شکل نظر نہیں آتی، ظاہر کی شکل تو سب دیکھتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اعمال کو اس حیثیت سے دیکھتے رہیں، کہ ہم اپنے اعمال کو کس کیفیت سے کس نیت سے کر رہے ہیں، کہیں یہ کیفیت یہ نیت غلط تو نہیں ہے، نیت میں فتور تو نہیں ہے، اس میں کونسا جذبہ ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا ہے، اور اس کے مطابق اللہ کی رحمت آتی ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں اللہ کی خصوصی رحمت متوجہ رہتی ہے، جو اللہ کے فرمان کے مطابق زندگی گذارتے ہیں، ان کے لیے اس دنیا میں بھی انعام واکرام والی راحت وسکون والی زندگی ہے، ورنہ اس دنیا میں بھی راحت وسکون چھین جاتا ہے اور تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک لوگوں میں طاقت ہوتی ہے، اپنی تکلیفوں کو برداشت کرتے ہیں، بیماریوں اور طرح طرح کی تکلیفات میں لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں، اس کی ایک بڑی وجہ اللہ کی ناراضگی اور اپنی بداعمالیاں ہیں، جس طریقے سے ہم زندگی گذارتے ہیں، یہ اللہ کی تابعداری اور اطاعت والی نہیں ہے، یہ اپنے آرام والی زندگیاں ہیں، ہم آرام محسوس کرتے ہیں اور آرام کو اختیار کرتے ہیں، نماز، روزہ، زکوۃ

ہے، ملنا جلنا ہے، کمانا کھانا ہے، آمدنی اور خرچ ہے، ان سب کو اللہ آزماتا ہے، آمدنی صحیح ہو اور خرچ بھی صحیح ہو، دونوں باتوں کو دیکھنا پڑتا ہے، عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں آمدنی صحیح ہونا کافی ہے نہیں بلکہ خرچ بھی صحیح ہونا چاہئے ،اس میں اسراف نہیں ہونا چاہئے ،اور آدمی نام ونمود کے لیے اسراف کرتا ہے، جہاں شان ظاہر ہوتی ہو وہاں بے تحاشہ خرچ کرتا ہے، اور جہاں کسی غریب کا مسئلہ آئے تو وہاں آگے پیچھے دیکھنے لگتا ہے، اور اس کو بہت سارے کاروباری مسائل نظر آنے لگتے ہیں ،معلوم ہوا کہ وہ اپنی طبیعت کے لیے کر رہا ہے، اللہ کی اطاعت کے لیے اس کے فرمان کے لیے نہیں کر رہا ہے، تو یہ سمجھنا کہ اللہ غفور رحیم ہے، معاف کر دے گا اور ہم چھوٹ جائیں گے، یہ خام خیالی ہے، اللہ غفور ہونے کے ساتھ جبار بھی ہے، قہار بھی ہے شدید العقاب بھی ہے، آدمی استطاعت کے باوجود اگر اللہ کی اطاعت نہیں کرتا تو اللہ ناراض ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ کے احکام کی پرواہ نہ کرنے سے اللہ کا غصہ بھڑکتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جزاوسزا کا معاملہ رکھا ہے۔

آدمی کو زندگی اس لیے عطا ہوتی ہے، تاکہ اس کا امتحان ہو اور اس میں آدمی کامیاب ہو کر دکھا سکتا ہے، یہ زندگی کا موقعہ اسی لیے دیا گیا ہے کہ تم توبہ کر کے راہ راست پر آجاؤ۔ یہ جو حوادث وآزمائشیں پیش آتی ہیں، یہ سب اللہ کی طرف سے آتی ہیں، قرآن میں ہے، ﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ تمہیں جو کچھ بھی مصیبتیں پیش آتی ہیں، وہ تمہارے اپنے اعمال کے بدولت ہیں، ہم جو سمجھتے ہیں کہ یہ سب اتفاقاً ہو گیا ہے، نہیں یہ اوپر سے فیصلہ ہوتا ہے، اور یہ فیصلہ آج سے نہیں، اللہ نے جس وقت سے دنیا بنائی اور آسمانوں کو پیدا کیا، اسی وقت سے یہ فیصلہ کر دیا تھا، ہر فرد کے متعلق یہ لکھ دیا گیا ہے کہ یہ کتنا جئے گا؟ کب مرے گا؟ کتنا کھائے گا؟ اس کو کیا کیا حالات پیش آئیں گے؟ یہ سب اللہ نے پہلے

www.abulhasanalinadwi.org

سے طے کر دیا ہے، اسی کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کو مستقبل بھی معلوم ہے اور ماضی سے بھی واقفیت ہے، ہم لوگ مستقبل کو نہیں جان سکتے، ماضی کو بھی بھول جاتے ہیں اور حال سے واقفیت کا اظہار کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے ماضی اور مستقبل کوئی چیز نہیں ہے اللہ تعالیٰ خود صاحب زمانہ ہیں، یہ زمانے تو انسانوں کو سمجھانے کے لیے ہیں، یہ عمریں اس کو امتحان و آزمائش کے لیے دی گئی ہیں، عمریں مقرر کر دی گئیں ہیں، صحیفے سوکھ چکے ہیں، قلم اٹھا دیئے گیے ہیں، مہلتیں مقرر کر دی گئیں ہیں، اس میں کمی بیشی نہیں ہوگی، آدمی نہ وقت سے پہلے مر سکتا ہے اور نہ ایک گھڑی بعد میں موت آسکتی ہے کیوں کہ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کی نافرمانی کے باوجود موقع دیتا ہے، اور ایسے حالات اس کے لیے پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنی غلطیوں پر پشیمان ہوتا ہے، اور اپنی غلطی سے تائب ہوتا ہے، اس میں عام طور پر تین اسباب ہوتے ہیں، ایک تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی کی نالائقی اتنی ہوجاتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے جس کو عذاب کہتے ہیں، اللہ نے اس کا تذکرہ بھی کیا ہے، فرعون پر جو چھوٹے چھوٹے عذاب ابتداء میں بھیجے گئے تاکہ وہ سنبھل جائے اور اپنے کفر وغرور کو چھوڑ کر توحید کے سائے میں آجائے، لیکن وہ نہیں سمجھا، ﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْماً مُّجْرِمِينَ﴾ جب جب بھی اس پر عذاب آتا اور وہ عاجز ہوجاتا، تو وہ موسیٰ علیہ السلام سے کہلواتا کہ وہ اپنے رب سے دعا کریں تاکہ یہ عذاب ہٹ جائے، اور جب عذاب ختم ہوگا تو ہم توبہ کریں گے، جب عذاب ہٹتا تو وہ پھر اپنی پرانی روش پر لوٹ آتا، پھر اللہ کی طرف سے عذاب آتا، اسی طرح کے ایک عذاب کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النون میں کیا ہے، کہ کچھ آدمیوں کے پاس ایک سرسبز وشاداب باغ تھا، جس کی آمدنی بہت تھی، جس دن پھل توڑنا ہوتا، تو فقراء

www.abulhasanalinadwi.org

جمع ہو جاتے، ان کو بھی یہ لوگ نیکی سمجھ کر دے دیتے تھے، لیکن ایک مرتبہ ان میں ایک نے کہا کہ ہم اس مرتبہ جب پھل توڑنے کا وقت آئے گا، تو سویرے ہی نکل جائیں گے تاکہ کسی مسکین کو پتہ نہ چلے، اور ہم تمام پھل خود ہی حاصل کریں، دوسرے بھائیوں نے اس طرح کرنے سے منع کیا، لیکن اس نے نہ مانا، اچانک رات کو طوفان آیا، زبردست آندھی نے اس باغ کے درختوں کو اکھاڑ پھینکا، سب کچھ تباہ ہو گیا، پوری فصل برباد ہو گئی، اللہ فرماتا ہے، ﴿فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ﴾ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جتنی بھی مصیبتیں آتی ہیں، حقیقت میں وہ سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں، کبھی سزا کے طور پر ہوتی ہے اور کبھی تنبیہ کے طور پر، اور کبھی عذاب و آزمائش انسان کو بڑے عذاب سے بچانے کے لیے ہوتی ہیں، کہ تم سنبھل جاؤ، ورنہ مصیبت میں پھنسو گے، یہ ہمدردی والی بات ہوتی ہے، اللہ جس کے ساتھ ہمدردی کرنا چاہتا ہے اس کو متوجہ اور تنبیہ کر دیتا ہے، انہیں جیسے واقعات کو ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ﴿كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾

اسی طرح دوسرے بندوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

تیسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ آدمی نیک ہے لیکن کسی وجہ سے عمل نہیں کر پا رہا ہے، اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ عمل کرے اور اس کو آخرت میں خوب بدلہ ملے، لیکن وہ عمل نہیں کر پا رہا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو کچھ تکلیفوں میں مبتلا کر دیتا ہے، کہ اس تکلیف کی وجہ سے آخرت میں بدلہ زیادہ دیتا ہے، لوگوں سے ملاقات ہونے پر لوگ اپنے مصائب کا تذکرہ کرتے ہیں، کہ ہم فلاں مشکل میں ہیں، فلاں مصیبت میں ہیں، دعاء کے لیے کہتے ہیں، دعاء کے لیے کہنا اچھی بات ہے، لیکن اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھال لیں، گناہ ہو رہے ہیں، دین کا مذاق اڑایا

www.abulhasanalinadwi.org

جارہا ہے، اللہ کی نافرمانی بڑھ رہی ہے، علانیہ منکرات ہورہے ہیں، یہ چیزیں خطرناک ہیں، اللہ کے غضب کو دعوت دینے والی ہیں، اللہ ناراض ہوجائے اور سزا دے تو کوئی روک نہیں سکتا، اس کے لیے ہمیں فکر کرنی چاہیے، کہ اللہ کو ناراض کرنے والی چیزوں سے بچیں، خاص طور پر ہم لوگ اس زمانے میں دیکھتے ہیں، لوگوں کو عام طور پر پریشانیاں پیش آتی ہیں، جیسے کہ ہم نے ذکر کیا کہ پریشانیاں تین طرح کی ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ سزاءاً، دوسری تنبیھاً ہوشیار کرنے کے لیے تھوڑے کچوکے لگائے جاتے ہیں، یا ہلکی سی چپت لگا کر کہا جائے، کیا کر رہے ہو؟ یہ اس طرح کرنا ہمدردی کی بات ہوتی ہے۔

تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ جن کو پسند کرتا ہے اور جن کو آخرت میں بلند مقام دینا چاہتا ہے، ان کو یہاں تکلیفوں میں مبتلا کردیتا ہے، یا کچھ مصائب میں مبتلا کردیتا ہے، اس لیے کہ اس سے زیادہ نیکی کے کام نہیں ہورہے ہیں، تو ان تکالیف کے ذریعہ سے ان کے مرتبہ کو بلند کیا جاتا ہے، حدیث شریف میں آتا ہے، کہ مومن کو کانٹا بھی چبھتا ہے، تو اللہ اس کو اجر عطا فرماتا ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تکلیفوں پر اجر دینا شروع کرے گا، تو قیامت میں آدمی کہے گا، کہ کاش مجھے اور زیادہ تکلیفیں دنیا میں لاحق ہوتیں تو آج مجھے اس کا اجر ملتا، لیکن وہ انہیں لوگوں کے ساتھ ہوگا جو اللہ کے خاص بندے ہیں، اور ہر وقت توبہ وانابت واستغفار سے اللہ کو راضی کرنے میں لگے رہتے ہیں، تو اللہ بھی ان کے دلوں کو مطمئن وشاد وآباد رکھتا ہے، دنیا کی تکلیفوں میں بھی وہ مسکراتے ہیں، اور حالت غم میں بھی مسرور رہتے ہیں، اور جو لوگ اللہ کی نافرمانیوں کی پرواہ نہیں کرتے اور دنیا کے فائدوں میں مستغرق رہتے ہیں، اور جب انہیں سمجھایا جائے، نیکی کے راستے کی دعوت دی جائے تو ناراض ہوجاتے ہیں، تو ڈرنے کی بات ہے، یہ ضروری ہے کہ آدمی اپنا جائزہ لیتا رہے، کہ ہم

بہک تو نہیں رہے ہیں، ہم کہیں صحیح راستے سے ہٹ تو نہیں رہے ہیں، ہم سے اللہ کی نافرمانی تو نہیں ہورہی ہے، اوراس کے لیے بھی ترتیب یہ ہے کہ آدمی نیک لوگوں سے ملتا رہے، اوران کی باتیں سنتا رہے، ان کی مجلسوں میں حاضر ہوتا رہے، اس لیے کہ آدمی کے اندر اللہ نے نفس رکھا ہے، اور کبھی وہ نفس کی شرارت سے مغلوب ہوسکتا ہے، اوراگر شیطان غالب آجائے تو آدمی کو توجہ ہوتی ہے، اور نفس اس کو ملامت کرتا ہے، کہ ہم غلط کررہے ہیں، تو وہ اگرایسی مجلسوں میں شریک ہوگا، جہاں نیک لوگ ہوں گے، ان کی صحبت سے بہرہ ور ہوگا، تو اس کو برے اوراچھے کا فرق ہوگا، اور برے کام پراس کو توفیق توبہ حاصل ہوتی رہے گی، اوراس کو بری باتوں سے بچنا آسان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسا بنایا ہے کہ وہ برائی اور بھلائی دونوں کی طرف مائل ہوتا ہے، لیکن شیطان صرف برائی کرسکتا ہے، اس کے اندر برائی کی ایسی آگ بھر دی گئی ہے کہ وہ نیکی کرہی نہیں سکتا، لیکن انسان کو اللہ نے اختیار دیا ہے، اس کی فطرت اچھی رکھی ہے، اور یہ فرمایا کہ انسان صحیح فطرت سے پیدا ہوتا ہے، اور وہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے والدین اس کو بدل دیتے ہیں، اس کے دین وایمان کو بدل دیتے ہیں وہ پھر نصرانی یا یہودی یا کافر بن جاتا ہے، اس کے والدین جس مذہب کے ہوں وہ اس مذہب کو اختیار کرلیتا ہے، اور جو صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے اوراس کو صحیح ماحول ملتا ہے تو اس کی فطرت بھی صحیح رہتی ہے، اور جب فطرت اچھی ہوتی ہے تو گناہ کو گناہ سمجھے گا، غلطی کو غلطی مانے گا، اس کے دور کرنے کے لیے اس سے بچنے کے لیے فکر کرے گا، کہ دیکھو تم برا کررہے ہو، یہ اچھی بات نہیں ہے، اور جب وہ مجلس میں اچھی باتیں سنے گا، تو اس کو نیکی کے کام میں تقویت ملے گی، نیک کام کرنے سے دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور نیکی کی طرف دل مائل ہوتا ہے، اور نیکی اختیار کرتا ہے، اس کے لیے طریقہ یہی ہے کہ خدا ورسول کی بات کہی جائے، اس میں ایسی کشش ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ کے کلام میں اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں میں ایسی نورانیت ہے، کہ آدمی فوراً اس کو اختیار کر لے گا، اس کا ادب ولحاظ کرے گا، اگر اس کی طرف سے بے ادبی ہوئی تو اس کو اللہ ناپسند کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے، تو ایک یہ کہ بے ادبی نہ ہو، بے ادبی اللہ کو ناپسند ہے، غرور انسان کو گرا دیتا ہے، اور وہ اللہ کے غصہ کا شکار ہو جاتا ہے، قارون کا واقعہ اللہ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا۔ ﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ﴾

قارون تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا، بے تحاشہ دولت کا مالک تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت و ناموری سے نوازا تھا، مسلمان تھا، لیکن جب لوگوں نے اس سے کہا کہ کچھ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرو، تو اس نے کہا کہ ہم نے یہ مال بڑی محنت سے کمایا ہے، اپنی ہوشیاری سے کمایا ہے، اس کے لیے ہم نے اپنی جان کھپائی ہے، ایسے میں کیسے اس کو خرچ کروں، اللہ کو اس کا یہ غرور ناپسند ہوا، اس لیے کہ اگر اللہ اسباب مہیا نہ کرتا تو تم کیسے کما سکتے تھے، کیسے یہ سب دولت حاصل کر سکتے تھے، اللہ نے رات کو اس کا محل اس کا باغ اس کا خزانہ اور خود اس کو زمین میں دھنسا دیا، یہ واقعہ صرف اس لیے نہیں بیان کیا گیا کہ کانوں کو بھلا لگے، اور سننے والے متعجب ہوں، بلکہ یہ ہم سبھوں کے لیے عبرت ہے، اور اس طرح کے واقعات اب بھی ہوتے ہیں، دنیا کے مختلف علاقوں میں اس طرح کے واقعات پیش آتے ہیں، انسانوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے اللہ تعالیٰ یہ سب واقعات دکھاتا رہتا ہے، تاکہ انسان غفلت میں نہ رہے، تو اللہ نے قارون کو تباہ کر دیا اور جس دولت پر اس کو ناز تھا ساتھ میں اس کو بھی زمین میں دھنسا دیا، اس کے عالی شان محل کو بھی زمین نے نگل لیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

جب لوگوں نے دوسرے دن دیکھا کہ اس کا یہ حال ہوا، تو آپس میں کہنے لگے، ہم تو سوچتے تھے کہ یہ دوست ہم کو ملی ہوئی ہے، لیکن اللہ نے ایسی دولت سے ہمیں بچایا جو انسان کو تباہ کر دیتی ہے، ہلاکت کے غار میں ڈالتی ہے، اللہ نے ایسے واقعات عبرت کے لیے بیان کیے ہیں، اور اپنی زندگی کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ خدانخواستہ ہماری زندگی اس طرح تو نہیں، ہماری زندگی میں تکبر وغرور تو نہیں آرہا ہے، اگر یہ بات ہے تو پھر اس سے بچنے کی کوشش کریں، ایک طوفان والا واقعہ ہم نے آپ سے بیان کیا اور ایک قارون کا واقعہ ہے، یہ دونوں واقعات ان لوگوں کے ساتھ پیش آئے جو موحد تھے لیکن بداعمالیوں کے سبب سے اللہ نے ان کو عذاب میں گرفتار کرلیا، اللہ کو بندہ کی کوئی بات بری لگتی ہے تو پھر بندہ کی گرفت ہوتی ہے، تو اپنی زبان کی حفاظت کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اپنی باتوں سے کہیں تکبر تو پیدا نہیں ہورہا، کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جب ان کو اچھی بات کہی جاتی ہے دین کی مجلسوں میں آنے کے لیے کہا جاتا ہے، تو کہتے ہیں کہ میاں آپ اپنا کام کریں اور ہمیں اپنے راستے پر چھوڑیں، دنیا تو اس کے بغیر بھی چل رہی ہے، آپ کو بلانے کی حاجت نہیں، آدمی کو سوچنا چاہیے کہ ان سب باتوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے، آدمی اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہے، اللہ کی رضامندی کے کام کرتا رہے، اور اس کے راضی کرنے کے کام سوچتا اور اس کے لیے کوشش کرتا رہے، اس لیے کہ اللہ نیتوں پر اجر دینے والے ہیں اللہ تعالیٰ بندے کی کوشش کو دیکھتے ہیں، کہ ہمارے بندے نے کوشش کی، جب نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور نہ کرپائے تو حدیث میں آتا ہے، کہ اس پر بھی اس کو نیکی ملتی ہے، اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور جب ارادہ کر کے نیکی کر لیتا ہے، تو دس نیکیاں اس پر لکھ دی جاتی ہیں، اور اگر بدی کا ارادہ کرے تو اس برے ارادے پر اس کے لیے گناہ نہیں لکھا جاتا، اور جب گناہ کر بھی لیتا ہے تو بھی صرف ایک گناہ اس وقت

www.abulhasanalinadwi.org

لکھا جاتا ہے، جب معافی کا وقت گذر جاتا ہے، اس لیے کہ بائیں جانب والے فرشتے کو ہدایت ہوتی ہے کہ ابھی انتظار کرو یہ معافی مانگ لے گا، ابھی گناہ نہ لکھو، لیکن جب دیر ہو جاتی ہے تو پھر گناہ لکھنے کی اجازت ملتی ہے، یہ اللہ کی خاص رحمت ہے کہ جو طریقہ اس نے نیکی کے لیے مقرر کیا وہی بدئی کے لیے بھی مقرر کرتا، لیکن ایسا نہیں کیا، یہ اس کی اپنے بندوں پر مہربانی کی بات ہے، تو آپ ارادہ کریں کہ اللہ کی نافرمانی آپ سے نہ ہو، یہ بھی بہت مفید بات ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے، کہ تم نے ارادہ کیا، تم نے کوشش تو کی، حدیث میں کثرت سے ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آدمی نے نیک بننے کا ارادہ کر لیا اور اس کا اللہ کے یہاں معاملہ اچھا ہو گیا، اللہ نے صرف اس کے ارادہ پر اس کو بخش دیا، نیت اور ارادہ نیک ہونے کے باوجود جب حالات پیش آتے ہیں، تو اس میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں، اوپر سے اس کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے، یہ مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟ تکلیفیں کیوں آتی ہیں؟ اس کا فیصلہ اللہ کی طرف سے مقرر کر دیا گیا ہے، دنیا میں جو چیز بھی پیش آتی ہے کوئی بھی اتفاقی نہیں ہوتی، یہ سب اللہ کی طرف سے طے شدہ ہے۔ اس لیے ہر وقت اللہ سے خیر مانگنا چاہئے، اور جب آزمائش ہو تو ثابت قدمی کی دعا مانگنی چاہئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کے کاموں میں لگائے۔ آمین۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ضروری ہے

جامعة العلوم والتربية الاسلامية ہمت نگر گجرات میں کی گئی تقریر، جس میں اساتذہ، طلباء کے علاوہ شہر کے معزز افراد بھی شریک تھے

الحمد لله رب العالمين، و الصلاة و السلام علىٰ سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا محمد، و علىٰ آله و صحبه الغر الميامين، و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، و دعا بدعوتهم أجمعين، أما بعد:

عزیز بھائیو! میں ایک طویل عرصہ سے یہاں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا تھا، لیکن مشغولیت کی وجہ سے یہاں حاضری ممکن نہ رہی تھی، اس موقعہ پر بھی جب کہ یہاں آنے کا پروگرام بن چکا تھا، لیکن مختلف مقامات پر جو پروگرام ہوئے، اور مشغولیت رہی، اس لیے ہمت نگر میں آنے کی ہمت ٹوٹنے لگی، میں نے اس درسگاہ کے متعلق پہلے سے سن رکھا تھا اور یہاں کی خصوصیات میرے سامنے تھیں، مولانا سیف الدین صاحب (بانی وناظم) نے جو طرز تعلیم اختیار کیا، اور اس کے لیے جو محنتیں انہوں نے کی، وہ واقعی بڑی قدر دانی کا منصوبہ ہے، اور اس سے بڑی اچھی توقعات قائم کی جاسکتی ہیں، ہم آپ لوگوں کو مبارکباد دیتے ہیں، کہ آپ یہاں سے فائدہ اٹھانے کے لیے آئے ہیں، دینی تعلیم کے حصول کے لیے آئے ہیں۔

تعلیم اور تربیت دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، لیکن جب سے مغربی منصوبے کے تحت تعلیم کو تربیت سے جدا کردیا گیا ہے، اس کے بعد سے تعلیم میں بھی اور اخلاق میں بھی زوال آنا شروع ہوگیا، یورپی ممالک میں مذہب بیزاری جب پیدا ہوئی، تو اس کی وجہ سے انہوں نے تعلیم کا ایک متوازی نظام قائم کردیا، ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے مذہبی رہنماؤں نے تعلیم پر جو سختیاں کر رکھی تھیں، اور اس پر پابندی لگا رکھی تھی، تعلیم حاصل کرنے والوں کو وہ لوگ سخت سزائیں دیتے تھے، اس کی وجہ سے وہاں کے معاشرہ میں مذہب کے خلاف بغاوت پھیل گئی، جس سے سب کو عبرت حاصل کرنی چاہئے، اسلام کا اصول "لا اکراہ فی الدین" کا ہے، وہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں کرتا، ہر حکمت کی بات کو اختیار کرنا مومن کا وصف ہے، "الحکمة ضالة المؤمن" اسی حکمت وعلم کی بنیاد پر اسلام سارے مذہبوں میں امتیاز رکھتا ہے، دوسرے مذاہب میں لوگوں کے لیے کوئی دلچسپی نہیں، دوسرے مذاہب میں وہ طاقت اور کشش نہیں، جس کے لیے لوگ ان مذاہب کی طرف مائل ہوں، اس لیے لوگ ان مذاہب کی اصلیت جاننے کے بعد ان سے متنفر ہو جاتے ہیں، برخلاف اسلام کے، کہ اس کی بتائی ہوئی تعلیمات سے واقف ہونے کے بعد لوگ اور اسلام سے قریب تر ہو جاتے ہیں، اور دین اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں، الا یہ کہ وہ دشمنی پر مبنی ہو، تو بات دوسری ہے، اگر کسی کے دل میں اسلام کے خلاف نفرت نہیں ہے اور وہ غیر جانبدار ہو کر اسلام کا مطالعہ کرتا ہے، تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، اس لیے کہ اسلام میں جبر نہیں ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ دعوت وتربیت کا اچھا انتظام ہے، جو کسی مذہب میں نہیں، اور اگر آپ سارے مذاہب کا جائزہ لیں، تو معلوم ہوگا کہ وہاں دعوت وتربیت کا کوئی نظام نہیں، اگر نظام بالفرض قائم ہے تو اس کا کوئی بڑا نظریہ نہیں، لیکن اسلام میں دعوت و تربیت کے ساتھ تعلیم کو جوڑ دیا گیا ہے، اور اس کی مکمل رہنمائی موجود ہے۔

مغربی ملکوں میں جب مذہب دشمنی پیدا ہوئی، تو انہوں نے مذہب کو زندگی سے خارج کر دیا، اور زندگی کو مذہب سے بالکل ہٹا دیا، یعنی الحاد کی دعوت دی، اور مذہب بیزاری کی دعوت دی، تو ان کا دعوت کا نظام، تربیت کا نظام سب اس کے ماتحت آگیا، انہوں نے یہ دیکھا کہ اسلام اتنی بڑی طاقت ہے اور وہ دنیا پر اثر انداز

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا جارہا ہے، اور علاقہ کے علاقہ اس کے ماتحت آتے چلے جارہے ہیں، تو انہوں نے گھبراہٹ محسوس کی، اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے انہیں خوف ہوا، اس کے لیے انہوں نے طاقت کے زور پر اسلام کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلام کے حاملین کو ہمت دی تھی، ایسا حوصلہ دیا تھا کہ انہوں نے ان باطل طاقتوں کا مقابلہ کیا، اور وہ طاقت کے زور سے اسلام کو کچل نہ سکے، جب اس مرحلہ میں ان کو ناکامی ہوئی، تو انہوں نے سازش کر کے اسلام کے ہمدرد بن کر اسلام کو نقصان پہونچانے کی کوشش کی، یہ بہت خطرناک بات ہے کہ ہمدرد بن کر نقصان پہونچائیں، دوست بن کر دشمن اگر گولی چلائے تو اس کا مقابلہ آسان نہیں ہوتا، انہوں نے اسلامی علوم کا باقاعدہ مطالعہ کیا، اور اس میں مہارت پیدا کی، اور جو دین کے اصل مصادر ہیں جن سے ہم دین کی باتیں اخذ کرتے ہیں، اس میں انہوں نے اختصاص پیدا کیا، اس کے علاوہ دوسرے اسلامی علوم وفنون میں اختصاص پیدا کیا، کتابیں لکھیں اور اسلام کو اپنے انداز سے پیش کیا۔

مثلاً ایک مستشرق نے ایک کتاب لکھی، اور کتاب میں حضور ﷺ کی بڑی تعریفیں کی، کہ آپ ﷺ بڑے جینئس آدمی تھے، بڑے ذہین تھے، بہت اچھی طبیعت کے آدمی تھے، ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں، بہت تعریف کی کہ پڑھ کر آدمی خوش ہو جائے، پھر اس کے بعد لکھا کہ انہوں نے بڑا کام کیا، اپنی قوم کو بہت فائدہ پہونچایا ،قوم بہت غریب تھی، اہل مکہ کے پاس اچھے وسائل نہیں تھے، انہوں نے ان کی غربت کو دور کرنے کے لیے اجتماعی حالت کو ٹھیک کرنے کے لیے کوشش کی، اور وہ کامیاب ہوئے، اور پھر عربوں کی معاشی حالت کو دور کر کے دنیا میں ان کو فوقیت دی، انہوں نے اپنی قوم کو بڑھانے میں اپنی زبردست قیادت کا ثبوت دیا، اب اس میں ہر شخص غور نہیں کرتا کہ اس میں کیا زہر ہے، زہر یہ اس نے بھرا، کہ آپ عام لیڈروں کی طرح تھے،

www.abulhasanalinadwi.org

جس طرح انسانوں میں عام لیڈر ہوتے ہیں جو قوم کی بھلائی کے لیے سوچتے ہیں، اور اس کے لیے خرچ کرتے ہیں، اور اسی میں وہ اپنا فائدہ بھی نکال لیتے ہیں، تو جو کوئی ان کی کتاب پڑھے گا، وہ ان کی کتابوں کو اچھا سمجھے گا کہ یہ یہودی اور عیسائی ہوتے ہوئے اس طرح ہمارے نبی کی تعریف کرر ہا ہے، ایسے تو بہت کم لوگ ہوتے ہیں، جو دوسرے مذہب کی تعریف کرتے ہیں، دوسرے مذہب کے قائدین کی تعریف کرتے ہیں، پھر اس کتاب کو اس میں موجود باتوں کو وہ بڑھا چڑھا کر پیش کرے گا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بحیثیت نبی ہونے کے آپ پر سے ایمان کا تصور نکل جائے گا، اور یہ سمجھے گا کہ یہ عام دنیاوی لیڈر تھے، اس کتاب میں آپ ﷺ کو اس نے ایک اچھا آدمی ثابت کر دیا لیکن مذہب کو رسوا کر دیا، نبی کی نبوت پر سے ایمان ختم ہو گیا، جب ان کو صاحب وحی نہیں مانیں گے، تو پھر ایمان کہاں بچے گا، دین کا تعلق وحی الٰہی سے ہے، دین تو آپ کی نبوت سے قائم ہے، تو جس کو آپ کے نبی ہونے کا آپ پر وحی کے اترنے کا یقین نہیں ہوگا، اس کا دین و ایمان کہاں باقی رہے گا، اس طریقہ سے ان مستشرقین نے کام کیا، اور یہ ثابت کیا، کہ ہم نے اسلامی علوم میں کیسی کیسی خدمات انجام دی ہیں، اور تم لوگ مسلمان ہو کر بھی اس طرح اسلامی علوم پر کتابیں نہ لکھ سکے، عربی میں، اردو میں، انگریزی میں مسلمانوں کو جو کام کرنا چاہیے تھا، انہوں نے ایسا کام اپنی زبان میں نہیں کیا، بلکہ ان یورپ کے مفکرین نے ایسا کام کیا، لیکن ان کے پاس علم ناقص ہے، وہ ان علوم کے ذریعہ سے ذہن خراب کر دیں گے۔

اگر آپ کے بچے آپ کے دانشوران کی کتابوں کو پڑھیں گے، تو سوائے ذہنی خرابی کے اور کوئی بات ہاتھ نہیں آئے گی، اس لیے ہمارے یہاں تعلیم کے ساتھ تربیت ضروری ہے، ہم نے تعلیم کو تربیت سے الگ سمجھ لیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، تعلیم بھی تربیت کا ایک طریقہ ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

انسان کی تربیت سب سے پہلے اپنے گھر میں ماں باپ کے ذریعہ سے ہوتی ہے، جیسے والدین کا ذہن ہوگا اسی طرح بچے بنیں گے، جوان کا عقیدہ ہوگا اولاد اسی عقیدے کی حامل ہوگی، اگر عقیدہ اور تصورات وخیالات صحیح ہونگے، تو وہی چیزیں اولاد میں منتقل ہوں گی، اس لیے کہ انسان کی اولاد کو بہت مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔

چار سال سے لے کر آٹھ سال تک کی عمر ایسی عمر ہے، جس میں بچہ اپنے اطراف میں ہونے والی چیزوں کو دیکھ کر سیکھتا ہے، اوراس کو جذب کرتا ہے، اللہ نے انسان کے اندر جذب کی اخذ کرنے کی صلاحیت رکھی ہے، آپ نے بھی اپنے بڑوں سے سیکھا ہے، ان سے اخذ کیا ہے، آدمی جن کے ساتھ رہتا ہے، ان کے اوصاف و خیالات کو اپنا تا ہے، انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کے طریقہ کو وہ اختیار کرتا ہے، بچہ کو اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے، وہ اپنے والدین کو اپنا آئیڈیل سمجھتا ہے، ان سے سیکھتا ہے، اگر والدین اپنے بچوں کو بنانے کی فکر نہ کریں گے تو بچے اچھی صلاحیت کے حامل نہیں بن سکیں گے، تو تربیت والدین کے ساتھ ہوتی ہے۔

اوراس کے بعد مدرسے میں آدمی آتا ہے، تعلیم حاصل کرتا ہے تو اساتذہ اور مدرسے کے جو ذمہ دار ہیں ان سے سیکھتا ہے، اگر وہ ان کی تربیت کا لحاظ نہیں رکھیں گے، تو جیسے خودرو گھاس ہوتی ہے، کہیں زیادہ نکل آتی ہے کہیں کم، تو اسی طرح وہ بھی خودرو گھاس کی طرح ہوجاتا ہے، جو دل میں آئے گا جو کچھ وہ پڑھے گا، وہ اس کو صحیح سمجھے گا، اسی کو کرے گا، تو اس بات کی بڑی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کی تربیت کی جائے، ماں باپ اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں، وہ اگر ذرا بھی تربیتی پہلو کی جانب توجہ دیں، اوراس وقت بچہ والدین کی ہر بات مانتا ہے، وہ بغیر سوچے سمجھے مانتا ہے، لیکن جب وہ مرحلہ آجاتا ہے، کہ وہ سوچنے سمجھنے لگتا ہے، اچھائی اور برائی میں فرق کرنے لگتا ہے، تو اس وقت اس کی تربیت کی بڑی ضرورت ہوتی ہے، تو تعلیم کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ اگر تربیت نہیں ہوگی تو تعلیم اس کو خودرو گھاس کی طرح بنادے گی۔

اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ معاش کا مسئلہ ہے، یعنی دنیا میں ہم آرام سے رہیں، اسی کی فکر سب کو لگی رہتی ہے، اور یہ بات یورپ سے آئی ہے، مغربی دنیا سے آئی ہے، کہ ہم دنیا میں آرام کے ساتھ رہ سکیں، عزت کے ساتھ رہ سکیں، اور ہمیں دنیا میں سربلندی حاصل ہو، اور مذہب کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، وہ خالص دنیاوی آدمی تیار کرتے ہیں، ان کا تعلیمی مزاج ایسی تربیت سے جڑا ہوا ہے، جو صرف اپنے لیے جینا سکھاتی ہے، صرف دنیا میں اچھی زندگی گذارنا سکھاتی ہے، ان کے نزدیک دنیا میں کامیاب رہنا کامیاب زندگی گذارنا اصل ہے، ان کے پاس اس فکر کے علاوہ کوئی فکر نہیں، یہ اسی ذہنیت کے ساتھ جیتے ہیں، اسی ذہنیت کو بناتے ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو ٹوکتے ہیں، ان پر فقرے کستے ہیں، کہ یہ کیا کھائے گا کیا کمائے گا، کیا کرے گا یہ اس دنیا میں؟ تو دنیا میں زندگی گذارنے کا جو تصور یورپ نے دے رکھا ہے کہ اپنے کھانے پینے کی عیش کرنے کی فکر کرو، یہاں آرام سے رہو اور چلے جاؤ، آخرت کچھ نہیں، خدا اور دین و ایمان کوئی چیز نہیں، ہاں بول چال میں آپسی گفتگو میں اچھی اصطلاحات استعمال کرو، جیسے خدا کا نام یا رسول کا نام لے کر کہہ دو، اتنا کافی ہے، لیکن یہ سب ہیں کچھ نہیں، ان سے ہونا کچھ نہیں۔ کیوں کہ ہمیں اگر دنیا میں کامیاب رہنا ہے، عزت کے ساتھ رہنا اور فائدہ اٹھانا ہے، تو پھر اپنی صلاحیتوں کو اسی میں لگانا ہے، اسی لیے وہ اس پر سارا زور دیتے ہیں۔

لیکن دنیا میں آرام سے رہنا کوئی بری بات نہیں ہے، اس کی فکر کرنے سے کوئی نہیں روکتا، اپنی دنیا کو سنوارنے کی فکر کرنا کوئی عیب کی بات نہیں، لیکن آخرت پر دنیا کو ترجیح دی جائے، مذہب سے ہٹا کر اس کو دیکھا جائے، آخرت کی زندگی نہ ختم

ہونے والی ہے، اس کی آدمی فکر نہ کرے، صرف مختصر زندگی والی دنیا کی فکر کرے، یہ بہت غلط بات ہے، آدمی کو دونوں کی فکر کرنی چاہیئے، کہ دنیا کی زندگی نہ بگڑے اور آخرت بھی خراب نہ ہو، اللہ کو ہم الہ واحد مانیں، سب اسی کا دیا ہوا مانیں اور یہ بھی مانیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو یہ بتاتا ہے، کہ ہر شخص کا رزق اللہ نے پہلے ہی سے متعین کردیا ہے، لکھ دیا ہے، وہ مل کر ہی رہے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے، ان نفسا لن تموت حتی تستکمل رزقھا۔(ابن ماجه) کہ انسان اپنا رزق مکمل کیئے بغیر اس دنیا سے نہیں جائے گا، یہ بات اللہ کی طرف سے کہی گئی ہے، کہ رزق تم کو ملے گا، جو ہم نے لکھ دیا ہے وہ ملے گا، جو نہیں لکھا وہ نہیں ملے گا، چاہے تم دنیا کو ادھر سے ادھر کر ڈالو، تو اللہ پر بھروسہ کرنا اور ساری زندگی اسی پر اکتفا کرنا چاہیئے، ساری توجہ آدمی رزق پر کرے حالانکہ اللہ نے تو رزق کا وعدہ کرلیا ہے، تو یہ ضائع ہونے والی بات ہے، یہ بات یورپ سے آئی ہے، کہ مذہب ہٹاؤ، مذہب کچھ نہیں ہے، صرف اپنی دنیا کی فکر کرو، اسی طرح سے اب مشرق کے لوگ ہوتے جارہے ہیں، جو کچھ ذرا سی تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان کا ذہن مغربی طرز کا حامل بن جاتا ہے تو ان کی ساری کوششیں اسی دنیا کے لیے ہوجاتی ہیں۔

ہمارے مذہب میں تعلیم وتربیت دونوں ضروری ہے، تعلیم وتربیت سے مراد انسان کو اچھا بنانا، اس کو صالح بنانا، اس کو اللہ رب العزت کا مطیع وفرماں بردار بنانا، آخرت کی فکر والا بنانا، اس کے بعد میں یہ ہے کہ اللہ نے ہاتھ پیر دیئے ہیں، دل و دماغ دیا ہے، تو رزق حاصل کرنے کے جو ذرائع ووسائل ہیں، ان کو اختیار کرو، اس کا بھی نفع ملے گا، کاروبار میں لگنے سے منع نہیں کیا ہے، لیکن صرف اسی فکر کو اختیار کرنے سے روکا گیا ہے، کہ صرف معاش کی فکر ہے، نہ اعمال کی درستگی کی فکر ہے اور نہ آخرت کی فکر ہے، نہ انسانیت کی فکر ہے، بلکہ اب تو یہ سکھایا جارہا ہے، کہ کہیں مکر کرو، کسی کو

www.abulhasanalinadwi.org

فریب دو، کہیں جھوٹ بولو، جیسا موقع آئے ویسا کرو، یہ اسلام کے قوانین کے خلاف ہے، تو ہمارے مدرسوں کا فائدہ یہ ہے کہ یہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی بھی فکر کرتے ہیں، لیکن بعض اوقات اگر تربیت پر توجہ کم ہو جاتی ہے، تو اس کے نقصانات بھی ہوتے ہیں، ایسے لوگ آپ کو ملیں گے کہ مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ایسے کام میں لگ گئے، علم حاصل کرنے کا ایسا ذریعہ اختیار کر لیا، کہ جہاں سارے برے کام کرنے ہوتے ہیں، اور وہ کر رہے ہیں، کہ کیا کریں پیٹ پالنا ہے، پیٹ پالنے کے لیے آخرت کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ اللہ نے آپ کو ایسے کاموں سے بچایا ہے۔

ہم آپ کو یہ مبارکباد دیتے ہیں، کہ آپ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آئے، اور اپنے آپ کو اچھا صالح انسان بنانے کے لیے آئے، آپ چاہتے ہیں آپ کے والدین چاہتے ہیں، بہرحال آپ اس راستے پر آئے جس میں آدمی انسانیت کو اختیار کرتا ہے، اور یہاں ایسی تربیت کی جاتی ہے، کہ جس میں آپ کو سچ بولنا، حق بات کی تائید کرنا، حق کے لیے کوشش کرنا، اور آخرت کی فکر کرنا، اور صالح انسان بننے کی کوشش کرنا، اور اس کی فکر کرنے کی یہاں تربیت دی جاتی ہے، اور اس کا خیال کیا جاتا ہے۔

ایک بڑی بات آپ سے کہنے کی ہے، جیسا کہ ہم نے آپ سے عرض کیا، کہ یورپ نے اسلام کو اسلامی علوم میں دخل اندازی کر کے جو کچھ نقصان پہونچایا ہے، اگر ان کی ذہنیت والے لوگ ہمارے استاد ہوں گے، مغربی ذہنیت والے لوگ اگر ادارے اور مسلمانوں کے اسکول چلائیں گے، تو وہی ذہنیت ان کے پاس پڑھنے والوں میں منتقل ہوگی، اس لیے کہ بچہ جس طرح اپنے والدین سے سیکھتا ہے، اسی طرح جب وہ مدرسہ میں آتا ہے تو وہ اپنے اساتذہ سے سیکھتا ہے، اور جو کچھ ان کو کہتے ہوئے سنتا ہے اس کو اپنی زندگی میں لانے کی کوشش کرتا ہے، جس طرح اس کے اساتذہ ہوتے ہیں اسی طرح بننے کی کوشش کرتا ہے، اس لیے کہ اپنے اساتذہ کا احترام اس کے دل میں

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا ہے، وہ ان کو بڑا سمجھتا ہے، اور ان سے متاثر ہوتا ہے، اگر اساتذہ اچھے ہوں گے، تو ان کے طلباء بھی اچھے ہوں گے، اور اگر اساتذہ میں کسی طرح کی کمی ہے، چاہے فکری اعتبار سے ہو یا عملی اعتبار سے، وہی سب کمی ان کے طلباء میں منتقل ہوگی، جیسے مدرسہ چلانے والے اگر اچھے لوگ ہیں تو مدرسہ پھیلے گا اور اچھے بچے بنیں گے، اس لیے کہ تربیت کا نظام وہاں صحیح ہوگا، جس سے اچھے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔

تربیت کو تعلیم سے الگ کر دینا یا تربیت کو خالص مادی بنا دینا جیسا کہ یورپ نے بنایا ہے، کہ تربیت تو دیتے ہیں، لیکن صرف پیٹ پالنے کی تربیت ہوتی ہے، اپنی فکر کی تربیت دیتے ہیں، ان کے یہاں اچھائی اور برائی میں تمیز نہیں سکھائی جاتی، آپ ان کے مفکرین کی سیرت پڑھیں، تو معلوم ہوگا کہ جھوٹ کوئی چیز نہیں ہے، یہ ان کے یہاں بیکار ہے کہ جھوٹ بولنا برا ہے، ان کے یہاں یہ بات ہے کہ اگر جھوٹ بولنے سے فائدہ پہونچتا ہے تو جھوٹ بولو، سچ بولنے میں فائدہ ہے تو سچ بولو، ان کا یہی مشورہ ہے وہ اسی کی تربیت دیتے ہیں، جو لوگ ان سے متاثر ہیں انہیں یہ سب سمجھنا چاہئے، اور اس کو سمجھنے کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اپنا مقصد پہچاننا چاہئے ، آپ یہاں پڑھنے آئے، تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لیے آئے تو یہ سمجھ کر آئے کہ ہمیں یہاں اچھی تعلیم حاصل کرنا ہے، ہماری تربیت ہوگی یہ سمجھ کر آئے، یا یوں ہی آگئے، جیسے ٹہلتے ہوئے آدمی کہیں سے کہیں بے مقصد پہونچ جائے، کوئی پوچھے۔ تم کہاں کے لیے نکلے ہو، کیا کر رہے ہو؟ تو بہت سے طلباء ہمارے مدرسوں میں بے سوچے سمجھے آجاتے ہیں، ان کے ذہن میں یہ نہیں ہوتا، کہ ہم یہاں کیوں آئے، تو آپ لوگ یہاں آئے ہیں، اسی لیے آئے ہیں کہ یہاں کوئی اچھی چیز ملے گی، اور ہماری تربیت ہوگی، آپ لوگوں نے چونکہ صحیح جگہ کا انتخاب کیا ہے، اس لیے ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں، کہ آپ نے بہت اچھا انتخاب کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس مدرسہ کی بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں تربیت پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے، اس کا بہت ہی اہتمام ہے اور تعلیم و تربیت کا مقصد ہی یہ ہے کہ تربیت انسان کو صالح بنائے، انسان کو مفید و بامقصد بنائے، انسان کو انسان بنائے، اس تربیت کو یہاں تعلیم کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے، تو یہ خوشی کی بات ہے، جہاں تعلیم و تربیت دونوں کا لحاظ کیا جائے، تعلیم حقیقت میں انسانیت کی تشکیل ہے، انسانیت کی تکمیل ہے، جیسے کارخانہ میں سامان بنتا ہے، اسی طرح ان مدرسوں میں انسان کو انسان بنایا جاتا ہے، انسان کو خود نہیں بنایا جاتا، بلکہ انسان کو تو اللہ نے بنایا ہے، لیکن اللہ نے انسانوں کو یہ حکم دیا ہے، کہ تم انسان کو انسان بنانے کی فکر کرو، یہ دعوت کا باقاعدہ نظام قائم کر دیا گیا، دعوت کا اصل کام اور دعوت کا اصل مقصد یہی ہے کہ انسان کو انسان بنایا جائے، صالح اور اچھی صفات والا انسان بنایا جائے، جو اپنے رب کا وفادار ہو، اپنے مالک کو پیدا کرنے والے کو پہچانتا ہو، اس کی اطاعت کرتا ہو، اور اس کے حکم کے مطابق زندگی گذارنے والا ہو، ایسا انسان بنانے کا کام دعوت میں ہوتا ہے، دعوت اسی کو کہتے ہیں، یہی دعوت کا کام ہے، کہ انسان کو اچھی باتیں سکھائیں، انسان کو صحیح راستے پر چلنے کی تلقین کریں، اور یہی تعلیم کا بھی کام ہے۔

تعلیم کے ساتھ اگر تربیت نہیں، اور دعوت کا کام شامل نہیں کیا گیا تو وہ طالب علم کو اچھا انسان نہیں بنائے گی، وہ تعلیم تو ایسے انسانوں کو وجود میں لائے گی، جو دیکھنے میں انسان ہوں گے، لیکن ان کو کھانے پینے کی پیٹ پالنے کی فکر کے علاوہ کوئی فکر نہیں ہوگی، اچھی باتوں کو اختیار کرنے کی جدوجہد ان میں نہیں ہوگی، اور نہ وہ دوسروں کے کام آنے کے لائق ہوں گے، تو تربیت و تعلیم دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، تعلیم کو تربیت کہنا زیادہ صحیح ہے، تعلیم میں تو سکھایا جاتا ہے بنایا جاتا ہے، اچھی باتیں اگر آپ بتائیں گے، اس سے تربیت ہوگی، اور اگر اچھی

باتیں آپ نہیں بتائیں گے، صرف پیٹ پالنے کی باتیں کریں گے، تو آدمی کا کام یہی رہ جائے گا، یہ کام تو تمام جانور بھی کرتے ہیں، پھر آدمی کے اندر انسان ہونے کی کیا خصوصیت رہی؟

اسی لیے آپ کے مدرسے میں ایسا نظام بنایا گیا ہے، کہ یہاں پڑھنے والے باصلاحیت بنیں، اور صلاح وفلاح والے بنیں، یہ خودغرض انسان نہ بنیں، صرف پیٹ پالنے والے نہ بنیں، بلکہ یہ خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ انسان بنیں، تاکہ دعوت کا کام کرسکیں، انسانیت کے کام آسکیں، اللہ کے دین کے وفادار بنیں، یہ دنیا کے لیے بھی مفید ہوں، اور اپنے رب کو راضی کرنے کا راستہ اختیار کرسکیں، تو ان چیزوں کو آپ اپنے سامنے رکھیے، اس تعلیم گاہ کا جو مقصد ہے، اس مقصد کو اپنے ذہن میں رکھیں، اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جدو جہد کریں، اگر آپ کوشش کریں گے تبھی کامیابی ہوگی، کوئی استاد خواہ کتنا ہی اچھا ہو، اگر طالب علم اس کی بات ماننے کو تیار نہیں ہے تو وہ کچھ نہیں کرسکتا، اگر آپ کا ذہن صحیح نہیں اور آپ نے تعلیم کو اپنا مقصد نہیں بنایا، تو نظام چاہے جتنا بھی اچھا ہو، کامیابی نہیں مل سکتی، تو اپنا مقصد اپنے سامنے رکھیے، تعلیم کو اور اس مدرسہ کو قائم کرنے کا مقصد اپنے سامنے رکھیے، اور اس پر آپ یقین کیجیے، اور استاد کی بات کو ماننے اور اس کے مطابق اپنے کو بنانے کی فکر کیجیے، تاکہ یہ درسگاہ کامیاب ہو، اور کامیابی اسی وقت ملے گی جب آپ ساتھ دیں گے، اور اس مقصد کو اپنائیں گے، جس مقصد کے لیے یہاں کوشش ہورہی ہے، تو ان شاءاللہ اس کا فائدہ پھر بعد میں آپ دیکھیں گے۔

طالب علمی کے زمانے میں طالب علم کو اس بات کا اندازہ نہیں تاکہ بعد میں کیا ہوگا؟ تو وہ سستی کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں ایسی صلاحیتیں رکھی ہیں، کہ اگر ان صلاحیتوں میں، ترقی آئے گی، تو وہ بہت اونچا جاسکتا ہے، وہ بہت کچھ بن

www.abulhasanalinadwi.org

سکتا ہے، اور یہی ہوا بھی ہے، تاریخ میں دیکھیے، جن لوگوں نے اپنے زمانے میں کوشش کی اور فکر کی اور مقصد کو اپنایا، کہ ہم اچھے انسان بنیں گے، اور لوگوں کو فائدہ پہونچانے والے بنیں گے، تو وہ حق کو پھیلانے کا ذریعہ بنے، انھوں نے انقلاب پیدا کر دیا، پورے پورے ملک میں انقلاب آگیا، آپ میں سے بہت لوگوں میں یہ صلاحیت ہے، میں آپ کو خوش کرنے کے لیے یہ بات نہیں کہہ رہا ہوں، بلکہ مجھے اس بات کا ادراک ہے کہ آپ میں بہت بڑا انسان بننے کی صلاحیت موجود ہے، لوگوں کو فائدہ پہونچانے کی صلاحیت موجود ہے، جس طرح بیج ہوتا ہے، اس کو اگر کھیت میں ڈال کر اس کی سینچائی کی جائے، اس کو پانی دیا جائے، تو وہ بہت بڑا درخت بن سکتا ہے، بہت پھل دے سکتا ہے، اور اگر اس بیج کو اسی طرح چھوڑ دیا جائے اس کی پرواہ نہ کی جائے، تو وہ ضائع ہو جائے گا، بیکار ہو جائے گا۔

تو اللہ نے ہر انسان کے اندر یہ صلاحیت دے رکھی ہے، کہ وہ بڑا آدمی بن سکتا ہے، دوسروں کے لیے مفید بن سکتا ہے، اگر اس نے ان مواقع کو ضائع کر دیا، تو پھر اس کے لیے کچھ نہیں ہو سکتا، اگر موقع پر اس نے اپنے کو بنانے کی کوشش کی، تو وہ کامیاب انسان بن سکتا ہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب آپ کے سامنے آپ کا مقصد ہوگا، اور جب آپ اپنی صلاحیت کو بہت زیادہ ترقی دینے کی کوشش کریں گے، جیسے باغبان درختوں کی دیکھ بھال کرتا ہے، ان کو پانی دیتا ہے، خودرو گھاس سے ان کو بچاتا ہے، کھاد ڈالتا ہے، تب جا کے باغ پھل دار بنتا ہے، اسی طرح آپ کی صلاحیتیں ہیں، اگر آپ اپنی صلاحیتوں کو ترقی دیں گے، اس کو پانی اور کھاد دیں گے، کھاد سے مطلب وہ تربیت جو آپ کو ان درسگاہوں میں ملیں گی، آپ اپنے مقصد پر کاربند رہیں گے، جو آپ کی درسگاہ کا مقصد ہے، یہ درسگاہ آپ کو کامیاب انسان بنانا چاہتی ہے، آپ کو بلندی تک پہونچانا چاہتی ہے، اس لیے کہ آپ کی کامیابی میں مدرسے کی

www.abulhasanalinadwi.org

کامیابی ہے، مدرسہ تو آپ کی خیر خواہی میں ہے، اور مدرسہ کی خیر خواہی اس میں ہے کہ یہاں پڑھے ہوئے طلباء کامیاب انسان بنیں، اسی میں اہل مدرسہ کی خوشی ہے، اسی میں ان کی کامیابی ہے، اور مدرسہ تو یہی چاہتا ہے۔

لیکن اگر آپ ترقی کرنا نہیں چاہیں گے، تو مدرسہ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا، مدرسہ تو آپ کی وجہ سے مدرسہ ہے، تو اللہ نے آپ میں جو صلاحیتیں دی ہیں اس کو ترقی دینے کی فکر کریں، اور بڑھانے کے ذرائع اختیار کریں، اور اچھے انسان بنیں، اپنی فکر کے ساتھ دوسروں کی فکر بھی کریں، تو اسی میں ترقی ہوگی اور آپ بڑے انسان بنیں گے، اگر اس میں کوتاہی ہوگی تو پھر آپ بڑے انسان نہیں بن سکتے، اگر آپ کام کے انسان بنیں تو سب لوگ دیکھیں گے، تعجب کریں گے، اور آپ کی قدر کریں گے، تو آپ کی تعلیم گاہ بہت ہی معیاری اور عمدہ تعلیم گاہ ہے، اس سے پورا فائدہ اٹھایئے، اور ترقی کے راستوں پر گامزن ہو جایئے تو کامیابی آپ کے قدم چومے گی، اس میں آپ کا فائدہ ہوگا، مدرسے کا اس میں فائدہ ہوگا، لیکن سب سے زیادہ فائدہ آپ کو ہوگا۔

آپ سمجھ لیں کہ اس وقت دنیا پر یورپ والوں کا غلبہ ہے، تعلیم گاہیں زیادہ تر انہیں کی ہیں، اساتذہ ان کے ہیں، اور تعلیم گاہوں کو یونیورسٹیوں کو چلانے والے یہی لوگ ہیں، تو وہ اپنے ذہن کے مطابق کام کرتے ہیں، اور جوان کے پاس پڑھتے ہیں تو ان کا ذہن بھی ویسا ہی ہو جاتا ہے، جیسا کہ یورپ چاہتا ہے، اب اس میں بھی اچھے لوگ پیدا ہونا شروع ہو چکے ہیں، نیک لوگوں کی صحبتوں سے بزرگوں کے فیض سے اب ان میں بھی اچھے لوگ پیدا ہو رہے ہیں، لیکن مدرسہ کو قائم کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے، انجینئرز اور ڈاکٹر بنانا نہیں ہے، اس کے لیے تو کالج اور یونیورسٹیاں موجود ہیں، مدرسہ کا مقصد مسلمان کو صحیح مسلمان بنانا ہے، دوسروں کے لیے مفید انسان پیدا کرنا ہے، اللہ سے

www.abulhasanalinadwi.org

تعلق رکھنے والا انسان بنانا ہے، تو جب تک آپ کا تعاون نہیں ہوگا، جب تک آپ مدرسے کے مقصد کو نہیں سمجھیں گے، تو زیادہ کامیابی نہیں ہوگی، ہم سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں آئے ہیں، تو آپ نے یہاں کے نظام کو یہاں کے مقصد کو اچھی طرح سے جان لیا ہوگا، جو نظام یہاں اختیار کیا گیا ہے، وہ آپ کے لیے فائدہ مند ہے، آپ اس سے فائدہ اٹھائیں، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اور اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

دینی تعلیم میں ایک نیا تجربہ

ہمت نگر گجرات کے مدرسہ "جامعة العلوم والتربية الاسلامية الاسلامية "(١) میں کی گئی مولانا واضح رشید صاحب حسنی ندوی معتمد تعلیم ندوة العلماء کی تقریر، جس میں اساتذہ طلباء کے علاوہ شہر کے معزز افراد بھی شریک تھے۔

الحمد لله رب العالمين، و الصلاة و السلام علىٰ سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا محمد، و علىٰ آله و صحبه الغر الميامين، و من تبعهم بإحسان، و دعا بدعوتهم الى يوم الدين، أما بعد:

محترم اساتذہ کرام اور عزیز طلباء! مولانا سیف الدین صاحب سے اس مدرسہ کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی رہتی تھی، رمضان المبارک اور اس کے علاوہ جب بھی مولانا کا رائے بریلی تشریف لانا ہوتا تو اس مدرسہ کے بارے میں وہ تعارف کراتے تھے ،اور ہمارا ایک تاثر اس مدرسہ کے تعلق سے یہ تھا کہ ایک مدرسہ ہے،اور اس میں دینی وعصری تعلیم ہوتی ہے، جس میں طلباء کی تربیت کا خصوصی اہتمام ہے، یہ ایک عمومی تاثر تھا لیکن عربی کا محاورہ ہے "ليس الخبر كالمعاينة" اسی طرح ایک شاعر نے کہا ہے۔

تطابق الخبر فی علياك والخبر
وصدق السمع فی أوصافك البصر

خبر کے بارے میں عربی میں بہت ساری مثالیں ہیں، جب کسی کی بہت تعریف کی جاتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کے بارے میں جو کچھ سنا تھا آپ کو ویسا ہی پایا، تو سمع وبصر دونوں

(١) یہ ایک معیاری اور نمونہ کی درسگاہ ہے جہاں دینی تعلیم وتربیت کا ایسا نظم قائم کیا گیا ہے کہ طلبہ عربی بول چال اور دینی ثقافت ومزاج کا خود خیال رکھتے ہیں، مولانا سیف الدین صاحب اسلام پوری اس کے بانی وناظم ہیں (مرتب)

www.abulhasanalinadwi.org

میں جب تطابق پایا جاتا ہے تب یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے، لیکن اس وقت ''لیس الخبر کالمعاینة'' والا محاورہ اس ادارے پر بہت فٹ آتا ہے، ہمارا اس ادارے کے بارے میں ایک عمومی تاثر تھا، لیکن یہاں آنے کے بعد یہاں کے بارے میں اور تفصیلات معلوم ہوئیں، اس سے یہ معلوم ہوا کہ حقیقت اس سے بہت بہت زیادہ ہے، یہ ایک نیا تجربہ ہے، بلکہ اگر ہم کہیں کہ ہمارے تعلیمی نظام میں انقلاب کی ایک کوشش ہے اور وہ بڑی حد تک کامیاب ہے،، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے اس کی دعوت دی تھی کہ ''ثورة فی التعلیم'' ہونا چاہئے، ہمارے نظام تعلیم میں انقلاب لانا وقت کی ضرورت ہے، اس پر بہت سارے محققین نے کتابیں لکھی ہیں، علی طنطاوی، مصطفیٰ السباعی وغیرہ سے آپ واقف ہوں گے، ندوہ کا ہر طالب علم ان کو جانتا اور ان کی تصنیفات کو پڑھتا ہے، وہ اس زمانے کے اعلام میں سے ہیں، لہذا جن لوگوں کا بھی ملت اسلامیہ اور دعوت اسلامیہ سے تعلق ہے وہ ان ناموں سے واقف ہوں گے، ان کی ایک کتاب ''الأصول الاسلامیة'' اسی طرح محمد المبارک کی ایک کتاب ''الفکر الاسلامی الجدید'' ہے، اس میں انہوں نے اس موضوع پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اور وہ چونکہ کئی جگہ تعلیم دے چکے ہیں اور وزیر تعلیم رہے ہیں اور مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم کی کمیٹی میں رہے ہیں، وہ اس مسئلہ سے واقف ہیں، اور علی طنطاوی بھی کئی مدرسوں میں درس دے چکے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب الأصول الاسلامیة میں نظام تعلیم کے بارے میں تفصیلی مضمون لکھا ہے۔

نصاب درس کے سلسلہ میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ دو نظام تعلیم تھے، ایک نظام تعلیم کی نمائندگی علی گڑھ کرتا ہے، اور دوسرا نظام تعلیم درس نظامی کے نام سے مشہور ہے، یہ وہ نصاب ہے جو دو سو سال پہلے اس وقت کے تقاضے کے لحاظ سے تیار کیا گیا تھا، نظام اور نصاب کے سلسلہ میں اس میں تھوڑی بہت تبدیلیاں کی جاتی رہیں، اس نظام میں یہ اہتمام

کیا جاتا ہے کہ علوم اسلامیہ میں کمال پیدا ہو خاص طور سے فقہ اور معقولات میں، اور اس میں تقریری اسلوب پایا جاتا ہے، ملا نظام الدینؒ نے دوسو سال پہلے اس نظام کو ترتیب دیا تھا، پھر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خاندان سے تعلق رکھنے والوں نے اس نظام تعلیم میں حدیث کا حصہ بڑھا دیا اور وسعت پیدا کردی، ورنہ تو اس کا حصہ بہت تنگ تھا، اور زیادہ تر مشکوٰۃ تک اس میں گنجائش تھی، اس کے بعد اس میں ایسی چیزوں کو بڑھایا جس سے دعوت کا کام آسان ہو، تو یہ دو نظام تھے۔

ندوہ کے تعارف میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ ندوہ کے اساتذہ میں بہت سے لوگ اسی پرانے نظام درس سے تعلق رکھتے تھے، اور ان میں سے کچھ سرسید احمد سے بھی تعلق رکھتے تھے، جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی ہیں، اور بہت سے علماء ایسے ہیں جن کا دیوبند، مظاہر علوم اور درس نظامی سے تعلق رہا ہے، لہذا انہوں نے مختلف نصابوں کو جمع کرکے ایک نصاب تیار کیا، اس کا مقصد یہ تھا کہ دینی تعلیم میں ایک نیا موقف اختیار کیا جائے، جو قدیم و جدید کا جامع ہو، ہمارے نظام تعلیم میں اس کی سخت ضرورت ہے، درس نظامی میں اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا کہ مفتی و قاضی پیدا ہوں، اور دینی ضرورتوں کو پورا کرنے والے پیدا ہوں، مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا شبلیؒ اور ان کے رفقاء مولانا عبدالحی حسنیؒ نے اس بات پر زور دیا کہ اس زمانے میں ہمیں ضرورت ایسے علماء کی ہے جو دعوت کا کام کرسکیں، اور عصری تقاضوں او مسائل سے واقف ہوں، اور ان کا خطاب عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

دعوت اولین ضرورت ہے، اس امت کو جو مبعوث کیا گیا تو صرف امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کے لیے کیا گیا، قرآن میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ ہر قوم میں ایک جماعت ہونی چاہئے جو کہ اپنی قوم کو متنبہ کرنے کا کام کرے، ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ تو ندوۃ العلماء نے یہ کوشش کی، اور ایسا نصاب تشکیل دیا،

www.abulhasanalinadwi.org

جس سے علوم اسلامیہ میں علمی رسوخ پیدا ہونے کے ساتھ دعوت کا کام بھی کرنے کی صلاحیت پیدا ہو، اس لیے کہ ان سب کاموں کو علم اور تربیت کے راستہ ہی سے انجام دیا جاسکتا ہے اسی طرح دعوت کے کام کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دشمنان اسلام کی چالوں سے واقف ہو اور جس جگہ اور جس طریقہ سے اسلام پر حملہ ہو رہا ہے، اس کو سمجھ کر اس کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ہو، اور لوگوں کو ان کے خطروں سے واقف کرانے کے وسائل اختیار کیے جائیں، صلیبی جنگوں میں ناکامی کے بعد یورپ کے حملہ کا طریقہ بدل چکا ہے۔ پہلے جو جنگیں ہوتی تھیں، ان میں ہر وقت انسانی جانوں کا خطرہ ہوتا تھا، تلوار کا تیر کا خطرہ ہوتا تھا، لیکن اب زمانہ وہ نہیں رہا، اب جنگ کے بجائے ادب ثقافت اور نئے افکار دشمنان اسلام کی طرف سے مسلط کیے جارہے ہیں، جو مسلمانوں کے لیے اسلامی تہذیب کے لیے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔

اور ایک سب سے بڑا خطرہ یہ ہے جو خفیہ خطرہ ہے کہ کچھ ایسے لوگ جو علوم اسلامیہ میں مہارت رکھتے ہیں، جو مستشرقین کہلاتے ہیں، یہ ایک ایسی جماعت ہے جو چھپی دشمن ہے، اور جب ان کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے چھپائے ہوئے زہر سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے، یہ کتابیں قرآن وحدیث، سیرت وغیرہ پر نادان لوگوں کی گمراہی کے لیے لکھی گئی ہیں، اور ان میں بڑی محنت کی گئی ہے، لیکن اس میں انہوں نے اپنا علم وہنر، ذہن و دماغ اس میں شامل کر دیا، عربی میں اس کے لیے محاورہ ہے ''دس السم فی العسل'' کہ شہد میں زہر ملا دیا، اور اگر آدمی پوری طرح سے واقفیت بھی رکھتا ہے اور علوم اسلامیہ میں کمال بھی رکھتا ہے، تو وہ بھی ان کے فریب کو سمجھ نہیں سکتا، وہ اپنی تحقیق میں مخصوص طریقہ سے غلط بات شامل کر کے پیش کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے اچھے اچھے لوگ ان کے جال میں پھنس کر حقیقت سے ناواقف رہ جاتے ہیں، ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تبحر علماء کی ضرورت ہے، ہمارے اسلاف نے ان کے خطرہ کو محسوس کیا، اور اس خطرہ کا

www.abulhasanalinadwi.org

مقابلہ کرنے کے لیے ایسے علماء تیار کئے جنہوں نے کتابیں لکھ کر ان کے زہر کو امت کے سامنے کھول کر رکھ دیا، وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ کے لیے دو باتیں ضروری ہیں، علوم اسلامیہ سے واقفیت اور دوسرے مغربی علوم سے واقفیت، مغربی مفکرین کے علوم سے واقفیت، تاکہ معلوم ہو کہ وہ کس طرح نقب لگاتے ہیں، اگر آپ نے حفاظت کا انتظام نہیں کیا، تو چور دروازے سے داخل ہو جائے گا، کچھ چور کھلے دروازے کو دیکھ کر داخل ہو جاتے ہیں، اور کچھ چالاک ایسے ہوتے ہیں، جو نقب لگا کر راستہ بناتے ہیں، اور دروازہ بند ہونے کے باوجود داخل ہوتے ہیں، اسی طرح مستشرقین ہمارے علوم میں مہارت پیدا کر کے اپنی فکر کے ذریعہ اسلام کے قلعوں میں داخل ہو گئے، آج وہ ہمارے دماغوں میں نقب لگا کر اپنی تہذیب ہمارے یہاں لا رہے ہیں، پہلے تو انہوں نے تلوار کے ذریعہ سے ہم پر ہمارے علاقوں پر قبضہ کرنا چاہا، لیکن جب ہمارے اسلاف نے ان کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا، تو پھر ایک لمبے عرصے کے بعد انہوں نے نئی حکمت عملی اپنا کر اپنا سارا زور صرف کیا، اور علم کے ذریعہ سے وہ ہماری صفوں میں داخل ہو گئے، تو ہمیں اب اپنے علوم کے ساتھ ساتھ ان کے علوم سے واقفیت بھی حاصل کرنی ہے، تاکہ ان کی نقب زنی سے ہم واقف ہوں اور اس کا تدارک کیا جا سکے، اگر ہم صرف اپنے اسلاف کے علوم پڑھیں گے تو صرف تصویر کے ایک رخ سے واقف ہوں گے، لیکن جب اسلاف کے علوم کے علاوہ مستشرقین کی دسیسہ کاریوں سے اور ان کے علمی سرچشموں سے واقف نہیں ہوئے تو ہم ان کی سازش کو نہیں سمجھ پائیں گے، لہذا یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہمارے نظام تعلیم میں اس کا انتظام کیا جائے تاکہ ہم دشمن کی چالوں سے واقف ہوں، دشمن ہمارے ہی علوم میں کمال پیدا کر کے ہمارے ذہنوں کو بگاڑ رہا ہے، لہذا جو عصری علوم ہیں، جس میں آج مغرب نے بیداری پیدا کر کے اس پر قبضہ جمالیا، اور اس سے صرف مغربی ذہنیت والے لوگ ہی تیار ہوئے ہیں، اس سے بھی واقفیت ضروری ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اپنے نظام تعلیم وتربیت کے ذریعہ دو چیزیں مہیا کررہے ہیں، تعلیم تربیت کا ایک مکمل نظام ہو، جس سے ایسے آدمی تیار ہوں جو اپنے ذہن سے سوچے، اور دینی علوم کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ عصری علوم سے واقف ہو، نام مسلمانوں کا ہو، لیکن رہتا مستشرقین کی طرح ہو، شکل وصورت ان کی ہو، بول چال میں سب ان کی نقل کرتا ہو، لیکن اس کے پاس علوم ہمارے ہوں، زبان ہماری ہو، دماغ ہمارا ہو، تو وہ ان کے قلعہ میں گھس کر ہمارا کام کرے گا، چونکہ اس کو وہ اپنی ہی برادری کا سمجھیں گے تو وہ اس کو اپنے یہاں آنے دیں گے، اپنی سہولتیں اس کو دیں گے، اس لیے ایسے لوگوں کو ہم تیار کریں، جو ہماری طرح سوچتے ہوں ہماری فکر رکھتے ہوں، اس لیے اب ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم لوگ ایسا نظام ونصاب تشکیل دیں، جس سے وقت کے تقاضوں کو سمجھا جاسکے، جس سے زمانے کے چیلنجوں کا سامنا کیا جاسکے، اور زمانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی جاسکے، جو فتنے اس زمانے میں پیدا ہورہے ہیں، اس کو سمجھنے کی اور اس کے سرچشموں پر حملہ کرنے کی اس کے اندر جرأت ہو، اسی طرح ان فتنوں کے بواعث کو جاننا ہمارے لئے نہایت ضروری ہے، بعض دانشوروں نے کوشش کی کہ دینی مدارس میں عصری علوم پڑھائے جائیں، لیکن اس میں زیادہ کامیابی نہیں ملی، اس لیے کہ جو لوگ عصری علوم پڑھاتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دینی ذہن کے ہوں، اگر وہ دینی فکر کے حامل نہیں تو عصری علوم تو پڑھائیں گے لیکن وہ اپنے طلباء کو اپنی سوچ کا حامل بنائیں گے، جس طرح مستشرقین نے دینی تعلیم میں اپنا ذہن اپنی فکر شامل کی، اسی طرح یہ لوگ اپنی فکر کے ذریعہ سے اسلامی تعلیم کو اپنا رنگ دیں گے اور نظام تربیت کو بھی خراب کردیں گے، اور ایسے لوگ خطرہ بن سکتے ہیں اور اکثر ان کو ہی حاوی ہوتے دیکھا گیا ہے، لہذا اس نظام کے تجربہ کے بعد ایک دوسرا نظام یہ تیار کیا گیا، جس میں اسلامی تربیتی نظام مقصود تھا، جس میں تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی ذہن سازی بھی تھی، اس لیے کہ اگر ذہن سازی نہیں تو پھر قرآن

www.abulhasanalinadwi.org

پڑھ کر قرآن کے دشمن بن جائیں گے، بہت سارے قرآن کا علم رکھنے والے قرآن کے دشمن بن گئے تاریخ میں اس کی بہت مثالیں ملتی ہیں، اس لیے کہ ان کی ذہن سازی نہیں ہوئی تھی، اتحاد، یقین، دعوت الی اللہ اور عاطفۂ اسلامیہ نہ ہو تو پھر اس علوم کا حامل بن کر کوئی فائدہ نہیں، بلکہ الٹا اس کے نقصان پہونچانے کا سبب بنتے ہیں، اور اکثر آپ لوگوں نے بھی دیکھا ہوگا کہ مدرسہ سے پڑھ کر گئے، یونیورسٹی میں داخلہ لیا، تو ان کا ذہن بدل گیا، وہ بدل گئے، اور بھرپور طریقہ سے تعلیمات دین کی مخالفت کرنے لگے، اس لئے کہ ان کی تربیت اسلامی طریقہ پر نہیں ہوئی تھی، ان کی اسلامی ذہن سازی نہیں ہوئی تھی۔

بعضوں نے تربیت و تعلیم کے لیے ہاسٹل کا نظام قائم کرنے کی بھی تجویز رکھی، یعنی مدرسوں کے ساتھ ہاسٹل کا نظام ہو، یہ طریقہ عیسائیوں کا ہے، وہ اپنے یہاں ہاسٹل میں رکھ کر ذہن سازی کرتے ہیں، اور آدمی اس ماحول کے رنگ میں رنگ جاتا ہے، اور جس طرح وہ چاہتے ہیں ویسا انسان بناتے ہیں، تو ایک تجربہ ہاسٹل کا بھی ہے لیکن اس نظام میں بھی کئی خرابیاں ہیں، جس کی وجہ سے یہ نظام پوری طرح کامیاب نہیں ہے۔

آپ کے یہاں جو نظام تعلیم رائج ہے، اس کی ایک خصوصیت ہمیں یہ معلوم ہوئی کہ یہ نہ ہاسٹل کے نظام کی طرح ہے اور نہ صرف تعلیم کا نظام ہے، بلکہ اس میں ابتداء سے اخیر تک جب بچہ کو مدرسہ میں لیا جاتا ہے، اس وقت سے اس کو صحیح ماحول میں رکھا جاتا ہے ،یعنی نشأۃ اسلامی ماحول میں ہوتی ہے، اور وہ جیسے ایک دینی ماحول کا بچہ بن جاتا ہے، اس کا ذہن دینی بن جاتا ہے اس کا مزاج دینی بن جاتا ہے اس کی سوچ دینی بن جاتی ہے، دین اس کی فطرت بن جاتا ہے، اس کی عادتوں میں داخل ہو جاتا ہے، اور جب خیر کی عادت پڑ جائے تو وہ کتنا ہی شر کے ماحول میں رہے وہ خیر کی طرف ہی جائے گا، اور خیر سے ہی آشنا ہوگا، اور ہمیشہ اس کے اندر خیر کی طرف رجحان ہوگا، تو آپ کے مدرسہ کا نام "جامعة العلوم الاسلامية" ہے اگر اس کا نام "جامعة العلوم والتربية

www.abulhasanalinadwi.org

الاسلامیۃ" ہوجائے اس لیے کہ علوم کے ساتھ تربیت اور ذہن سازی جڑی ہوئی ہے، تو یہ اور زیادہ آپ کے منہج پر دلالت کرنے والا نام ہوگا، آپ کے یہاں دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی ہے، یہاں سے فارغ ہونے کے بعد لوگ عصری نظام میں بھی جاتے ہیں، اور چونکہ اس وقت تک دینی ذہن بن چکا ہوتا ہے لہذا وہ عصری اداروں میں بھی مسلمان بن کر عالم دین کی حیثیت سے اور داعیٔ دین کی حیثیت سے رہتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ جس کا ذہن دینی بن جاتا ہے تو ہمیشہ اس کا میلان اسی طرف رہتا ہے، اس لیے ہمارے یہاں نظام تربیت میں اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ خیر وشر کی تمیز فطری طور پر پیدا ہو، اور شر سے دوری خیر کی طرف میلان ہو، اگر یہ چیز پیدا ہوتی ہے، تو وہ شر سے مامون ہوگیا، لہذا نفسیات کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر اس کو ایک مدت تک ایک خاص نظام میں رکھا جائے تو وہ اس کی طبیعت بن جاتی ہے، اور وہ اسی کے مطابق عمل پر آمادہ ہوتی ہے تو یہ چیز ابتداء سے ہونی چاہئے، اس لیے کہ جو ذہین بچپن میں بن جاتا ہے تو وہی ذہین تھوڑے سے تغیر کے ساتھ باقی رہتا ہے، اور جب بھی اس کو موقعہ ملتا ہے وہ اپنا کام دکھاتا ہے، اور جو رجحانات اس کے ابتداء میں ہوتے ہیں وہ اخیر تک باقی رہتے ہیں، مولانا سیف الدین صاحب نے جو نیا تجربہ کیا ہے، جس کو ہم ثورۃ فی التعلیم کہتے ہیں اگر یہ کامیاب ہوجائے اور اس میں وسعت پیدا ہو، اور اس طرح کے اور بھی ادارے قائم ہوں، تو یہ ایک کامیاب نظام کہلائے گا، ایسے ادارے تو بہت ملیں گے جس میں دین سکھایا جاتا ہے، اور عصری علوم پڑھائے جاتے ہیں، لیکن تربیتی نظام نہیں ہے، اور یہاں کی جو تفصیلات معلوم ہوئیں کہ بچہ کو بالکل ابتدائی عمر سے جب سے اس کی ذہنی تشکیل شروع ہوتی ہے، اس وقت سے یہ لوگ ہاسٹل میں رکھ کر اس کی پوری نگرانی کرتے ہیں، اور اس کو دین کے ماحول سے ہم آہنگ کرتے ہیں، اس کی ذہن سازی اور تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کرتے ہیں، اور اس کو بہت کم موقع دیتے ہیں کہ وہ دوسرے ماحول میں جائے، تو ایک مدت تک

اس نظام میں رہنے کے بعد اس بات کا یقین ہے کہ اس کا مزاج اسلامی بن جائے گا، پھر وہ کسی بھی نظام میں جائے گا لیکن وہ اپنے اسی مزاج کے مطابق زندگی گذارے گا، اور وہ اسلام کا داعی اور اس کی طرف آنے والے فتنوں کا سد باب کرنے والا ہوگا۔

یہ تفصیلات ہمیں یہاں آنے کے بعد معلوم ہوئیں، مختصر یہ کہ انہوں نے اپنے نظام تعلیم میں عصری علوم کے ساتھ پوری توجہ اسلامی تربیت و ذہن سازی پر مرکوز کی ہے، آپ کا یہ نظام ایک کیپسول کی طرح ہے، جس طرح کیپسول میں ہر چیز محفوظ ہوتی ہے اسی طرح انہوں نے یہ نظام قائم کیا ہے، ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ یہ نظام مقبول ہوگا، اور مقبول ہونے کی علامت ہمارے سامنے موجود اتنی بڑی تعداد میں یہ طلباء ہیں، اور اس کے علاوہ فارغین کی بھی ایک بڑی تعداد ہے، جنہوں نے دوسرے مدارس میں جاکر تعلیم حاصل کی، اور مدرس بھی بنے، اور اس طرح انہیں دین وعلم کی خدمت کا موقع ملا، ہم اسی پر اپنی بات ختم کرتے ہیں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

دورہ گجرات مشاہدات وتأثرات

(۵؍جولائی تا ۱۱؍جولائی ۲۰۱۱ء)

محمود حسن حسنی ندوی

گجرات برصغیر کا وہ خطہ ہے جس کا بڑا حصہ ہندوستان میں اور ایک حصہ پاکستان میں واقع ہے، اس کے شہروں میں سورت اور بھروچ وہ شہر ہیں جن کی اسلام سے وابستگی قدیم بھی ہے اور گہری بھی، یہیں سے اسلام کو فروغ ملا، اس لئے اسلام کا علمی مرکز بھی گجرات رہا اور پھر گجرات سے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کسب فیض کر کے دہلی کو مرکزیت عطا کی اور علم حدیث کی انہوں نے وہ خدمت کی جس کی نظیر نہیں، گجرات کے شہروں میں احمد آباد، بڑودہ، پالن پور، راج کوٹ اور دوسرے وہ اضلاع بھی ہیں جہاں اہل علم وادب ستاروں کی مانند افق پر جگمگاتے رہے ہیں، شیخ عبدالعزیز میمنی نے عربی زبان وادب میں جو کمال ورسوخ پیدا کیا، اس میں ان کی حیثیت سکہ رائج الوقت کی ہوگئی تھی، گجرات کے مدارس قدیم اور جدید دونوں اپنے اپنے عہد میں ممتاز رہے ہیں، گجرات میں مسلمان کا عہد حکومت بھی زریں رہا ہے بالخصوص سلطان مظفر حلیم گجراتی نے وہ نمونہ پیش کیا جس سے قرن اول کی یاد تازہ ہوگئی، گجرات میں تصوف کے سلسلے بھی آئے، سلاسل اربعہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ کے علاوہ دیگر سلاسل حق کو بھی فروغ ملا۔

علماء گجرات میں مولانا عبداللہ کاپودرری (حال مقیم کناڈا) کو بڑی قدر ومنزلت

www.abulhasanalinadwi.org

حاصل ہے وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور ندوۃ العلماء سے بڑی محبت رکھتے ہیں، مرکز اسلامی انکلیشور کے سالانہ پروگرام میں وہ اسی نسبت سے شرکت کے لئے تشریف لائے کہ اس پروگرام میں ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ اور معتمد تعلیم ندوۃ العلماء جناب مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ تشریف لارہے تھے، اس کا خود بھی اظہار کیا اور جب ۵؍جولائی ۲۰۱۱ء کو ایک دن ایک رات کا سفر طے کر کے اودھ ایکسپریس لکھنؤ سے انکلیشور رات کے ۱۰ اور ۱۱ کے درمیان پہونچے تو استقبال کے لئے علماء ومشائخ گجرات اور ان کے متعلقین کا جم غفیر موجود تھا، ان میں مولانا عبداللہ کاپوردری صاحب، مولانا محمد موسی ماکروڈ صاحب (جو کہ داعی اور میزبان تھے)، دارالعلوم مظہر سعادت کے ناظم مولانا مفتی عبداللہ مظاہری صاحب ہانسوٹ اور دوسری شخصیات بھی تھیں۔

سیدھے رویدرا جانا ہوا جہاں دینی واصلاحی پروگرام مخدومی حضرت مولانا شاہ قمرالزماں الٰہ آبادی زید مجدہم کے زیر صدارت جاری تھا اور مولانا محمد رفیق شیخ الحدیث دارالعلوم بڑودہ کا خطاب ہورہا تھا، ان کے بعد مولانا شاہ قمرالزماں صاحب نے خطاب فرمایا اور پھر مخدوم گرامی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی زید مجدہم نے خطاب کیا اور دعا کرائی، حاضرین نے حضرت سے بارش کے لئے دعا کی التماس کی اس کے لئے بھی دعا فرمائی اور پھر کیا تھا بارش کا سلسلہ شروع ہوا، جہاں حضرت جاتے وہاں بارش ملتی، حضرت کا خطاب سننے والوں میں مختلف طبقات کے لوگ تھے، علماء کا منتخب مجمع تھا، بااثر ورسوخ لوگ اکٹھا تھے اور ہندوستانی کرکٹر یوسف پٹھان اور ان کے والد محترم، جو بڑودہ کی جامع مسجد میں مؤذن اور

www.abulhasanalinadwi.org

منتظم ہیں، بھی تھے وہ حضرت کے پاس دیر تک بیٹھے، حضرت نے ان کو "رہبر انسانیت ﷺ" اور "نقوش سیرت" ہدیۃً دی۔

رویدرا میں قیام مولانا محمد سلیمان جھانجی مرحوم کے مکان پر رہا، جو حضرت جی مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق خاص تھے، اور سفر و حضر میں ان کے پورے عہد امارت دعوت و تبلیغ میں ساتھ رہے تھے وہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ بھی سے محبت و تعلق کا معاملہ رکھتے تھے، اس تعلق کی ان کے صاحبزادہ گرامی مولانا عبداللہ جھانجی صاحب نے تجدید کی اور بڑے خلوص و محبت سے دعوت دی، حضرت مولانا نے مستورات میں کچھ خطاب بھی فرمایا اور گھر میں دعا کرائی، اس کے بعد مختلف اداروں سے گزرتے اور دعا کراتے ہوئے مرکز اسلامی انکلیشور کے جلسہ میں جو اس کی عالیشان مسجد میں منعقد ہو رہا تھا، قدم رنجہ فرمایا، محترم جناب مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہ نے جذباتی انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا کہ بلاد عربیہ میں جہاں ہم جاتے ہیں حضرت مولانا علی میاں ندویؒ اور ندوۃ العلماء کے اثرات اور اس کی پہچان دیکھتے ہیں، مولانا کاپودروی نے حضرت مولانا مدظلہ اور مولانا واضح رشید صاحب ندوی مدظلہ کی خدمت میں کچھ عربی اشعار پیش کرتے ہوئے تعلق و محبت کا اظہار کیا۔

حضرت مولانا شاہ قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی مدظلہ نے بھی ان مہمانوں کی آمد کو باعث شرف و سعادت قرار دیا اور اپنے خطاب میں حضرت شاہ علم اللہ حسنیؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے واقعات خصوصیت سے سنا کر ان کی اس ایمانی و دینی نسبت کی طرف بھی توجہ

www.abulhasanalinadwi.org

دلائی، مولانا شاہ قمر الزماں الہ آبادی نے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا مفہوم اور پیغام سمجھنے کی طرف توجہ دلائی اور ''راضیۃ مرضیۃ'' کی کیفیت پیدا کرنے کو کہا۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے مولانا عبداللہ کاپودروی کی باتوں کو اس طور پر لیا کہ ان حضرات کی محبت ہے کہ انہوں نے ایسی باتیں کہیں، میں اس کو نصیحت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسا بننا چاہئے، مولانا مدظلہ نے مدارس کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا یہ مدارس نہ ہوتے تو ارتداد پھیل جاتا اور فرمایا کہ آج مدارس کو ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں اور اس خوبصورتی کے ساتھ یہ سازشیں کی جاری ہیں کہ خدانخواستہ یہ کوششیں کامیاب ہوتی ہیں تو دین کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ اور فرمایا کہ جہاں مدارس کے نظام پر توجہ نہیں کی گئی وہاں سے اسلام نکل گیا۔ عقائد میں رواداری کی گنجائش نہیں؛ لیکن دین کے فروعی معاملات اور اخلاقیات میں رواداری اور آپسی اتحاد سے کام لینا چاہئے۔ اہل اللہ کی صحبت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو اپنے ایمان کو اتنا مضبوط کر لینا چاہئے کہ کوئی ختم نہ کر سکے، اس کے لئے بزرگوں کی صحبت کی ضرورت پڑتی ہے اور ان سے پوچھنا اور ان کی ماننا پڑتا ہے اور فرمایا کہ میں مولانا موسیٰ صاحب اور مولانا عبداللہ صاحب جہانجی کا بہت شکرگزار ہوں کہ ان کی محبت اور خلوص کی وجہ سے ہمت ہوئی اور یہاں حاضری ہو سکی۔

مولانا محمد موسیٰ ماکروٹ صاحب مہتمم مرکز اسلامی انکلیشور نے جامعہ کی روداد سنائی اور معزز مہمانوں کی تشریف آوری پر اظہار امتنان میں آب دیدہ ہو گئے۔

انکلیشور سے عصر کے وقت کاپودرا روانہ ہوئے جہاں محترمی جناب مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہ نے اپنے مکان پر خواص کو جمع کر رکھا تھا، جن میں

www.abulhasanalinadwi.org

محرمی جناب جناب مولانا مفتی احمد خان پوری صاحب مدظلہ، جناب مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب اور بعض دوسری شخصیات خاص طور پر قابل ذکر ہیں عصرانہ اور مجلس کے بعد ولن کے لئے روانہ ہوئے، تقریباً پچاس کیلومیٹر کا یہ فاصلہ تکان کی وجہ سے بڑا طویل محسوس ہوا، ولن میں واقع ''بچوں کا گھر'' کے نام سے موسوم تعلیمی ادارے میں مغرب کی نماز ادا کی گئی اور عشاء تک قیام رہا، طلبہ اور اساتذہ کے سامنے حضرت مولانا نے خطاب بھی فرمایا پھر جامع مسجد ولن تشریف لائے، عزیز گرامی مولوی عبیداللہ نیپالی ندوی اور مولوی قطب اللہ ندوی اور مولوی اسماعیل ماکروٹ صاحب کی کوششوں سے یہاں اچھا مجمع جمع ہوگیا تھا، مولوی عبیداللہ ندوی کے تمہیدی خطاب کے بعد حضرت مولانا مدظلہ نے خطاب فرمایا اور کہا کہ ہم کو ایسا نمونہ اختیار کرنا چاہیے کہ ہم سے دین صحیح طریقہ پر سیکھا جا سکے اور سنتوں پر خود عمل کریں اور دوسروں کو سنت کے طریقہ پر لائیں۔

رات ہی کو دارالعلوم ماٹلی والا تشریف لائے اور قیام دارالعلوم کے مہمان خانہ میں تھا، صبح دارالعلوم کے طلبہ کو حضرت مولانا نے خطاب فرمایا اور کہا کہ حقیقت کو جاننے کی فکر کرنی چاہیے اور آخرت کی باتوں کو نبی کی ہدایت اور تعلیمات کی روشنی میں سمجھنا چاہیے اور اسی طرح یقین کرنا چاہیے جیسے مشاہدہ ورؤیت پر یقین ہوتا ہے، یہ یقین کی کمزوری کی بات ہے کہ قرآن مجید پڑھا جاتا ہے، ہم پر اثر نہیں پڑتا، انذار کی آیتیں سنائی جارہی ہیں یا ہم پڑھ رہے ہیں؛ لیکن کوئی اثر نہیں۔ دارالعلوم ماٹلی والا قدیم دینی ادارہ ہے۔

مولانا مفتی عبداللہ پٹیل مظاہری صاحب کا ادھر کئی برسوں سے شدید تقاضا اور اصرار تھا کہ ان کے قائم کردہ ادارے جامعہ مظہر سعادت میں بھی حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا کی تشریف آوری ہو، وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو بھی دعا اور توجہ کے لئے خطوط لکھا کرتے تھے، انہوں نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے ان کے وطن تکیہ شاہ علم اللہ حسنیؒ (رائے بریلی) حاضر ہو کر ان کی کتاب ''القراءۃ الراشدۃ'' کا درس بھی لیا ہے، اور آج ۷ر جولائی کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی سے ان کی کتاب" الادب العربی بین عرض و نقد" کا بھی درس لیا اور اس درس میں جامعہ کے سبھی طلبہ، اساتذہ اور رفقاء سفر نے شرکت کی بڑے حسن ترتیب سے ایک پروگرام منعقد کیا گیا، جس میں طلبہ نے کچھ نمونے نظم و تقریر کے پیش کئے اور ترانۂ استقبالیہ بھی پیش کیا گیا جس میں کہا گیا کہ

آپ آئے کہ شام مسکرانے لگی
زندگی زیر لب گنگنانے لگی

حضرت مولانا مدظلہ اور مولانا واضح رشید ندوی مدظلہ دونوں حضرات کو ناظم جامعہ کی طرف سے ٹرافی پیش کی گئی اور ان کے استقبال اور تودیع میں طلبہ قطار در قطار راستہ میں کھڑے ہو کر اظہار مسرت میں اشعار گنگنا رہے تھے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دین کا کام مختلف لوگوں سے اللہ تعالیٰ لیتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ یہ کام لیتا ہے اس کے لیے سعادت و شرف کی بات ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے، اور یہ بات اس کی فطرت میں ڈال دی گئی ہے، انسان کو امتحان میں ڈالا گیا، اس کو کوشش اور طلب سے یہ چیز حاصل کرنی ہے۔

جامعہ کے معائنہ اور پروگرام میں دیر تک شرکت کی وجہ سے مولانا مدظلہ کو تعب

www.abulhasanalinadwi.org

ہوگیا تھا اس لیے اگلے پروگرام کے لئے بڑودہ تاخیر سے روانہ ہوئے۔

بارش کی وجہ سے میدان میں پروگرام نہ ہوسکا اور ایک مسجد میں منتقل کیا گیا، مولانا محمد رفیق صاحب شیخ الحدیث دار العلوم بڑودہ کا ایمان افروز بیان سے دیر سے جاری تھا کہ اسی درمیان مولانا مدظلہ مولانا عبد اللہ جھانجی اور مولوی سید سحبان ندوی کے ساتھ تشریف لائے، مولانا نے اپنا بیان روک دیا اور تعارف کی ضرورت بھی نہ پڑی کہ مولانا دوران بیان تعارف کرا چکے تھے۔ حضرت مولانا نے اپنے خطاب میں کہا کہ علم بغیر عمل کے ویسے ہی ہے جیسے تجوری میں مال رکھا ہوا ہے، دین کے معاملہ میں ہمارا یہ رویہ ہونا چاہئے کہ کوئی بھی اچھی بات سامنے آئے تو اس پر عمل کریں۔

گودھرا لے جانے کے لئے برادر گرامی مولوی محمد اختر ندوی برودرہ آگئے تھے ان کی رہبری میں گودھرا کا سفر ہوا۔

گودھرا شہر میں جمعہ کی نماز سے قبل حضرت مولانا کا خطاب ہوا، فرمایا کہ ہر چیز دنیا میں جو نظر آرہی ہے، اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، جو عمل انسان کرتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس کا باطن کیا ہے؟ عمل کی قبولت کا دار ومدار باطن کے صحیح ہونے پر ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اعمال کا جائزہ لیتے رہیں کہ جذبہ صحیح ہے، نیت خراب تو نہیں ہے اور عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ نہیں''۔

دار العلوم گودھرا میں بعد نماز عصر بچوں کے تکمیل حفظ قرآن کی تقریب عمل میں آئی، حضرت مولانا مدظلہ نے نصیحت فرمائی کہ: ''حفظ قرآن بڑا اعزاز ہے اور ڈرنے کا مقام بھی ہے، اس پر خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شرف

www.abulhasanalinadwi.org

وسعادت عطا کی اور ڈریں اس بات سے کہ کہیں اس کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہ ہو جائے''۔

دار العلوم گودھرا میں مہتمم مولانا عبدالستار صاحب اور ناظم تعلیمات مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب دونوں کو اور اس کا اثر ہے کہ وہاں کے اساتذہ وطلبہ کو بھی مولانا مدظلہ سے والہانہ تعلق ہے اور یہ حضرات رائے بریلی اور ندوہ بھی تشریف لاتے رہتے ہیں اور ندوہ کی نسبت سے دوسرے پروگراموں میں شرکت کی بھی کوشش کرتے ہیں، مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب آچھودی حضرت مولانا کے مجاز طریقت بھی ہیں۔

ہمت نگر سے محترمی جناب مولانا سیف الدین صاحب اسلام پوری اور حاجی حفظ الرحمٰن صاحب پانپوری جامعۃ العلوم ہمت نگر لے جانے کے لئے شام ہی کو آگئے تھے، اس طرح ان کے یہاں کا پروگرام طے پا گیا؛ لیکن مشکل یہ پیش آگئی کہ مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب نے جامعہ علوم القرآن جمبوسر کے لئے ۱۰/جولائی کے پروگرام میں حضرت مولانا کی شرکت کا اعلان کردیا تھا؛ لیکن پھر حضرت مولانا کی مشکل کو دیکھتے ہوئے اصرار نہیں کیا بالآخر ۹/جولائی کو موڈاسا میں کچھ وقت گزارنے کے بعد ہمت نگر کا پروگرام طے پایا، موڈاسا میں گرامی منزلت مولانا علی احمد ندوی صاحب دام ظلہ (حال مقیم جدہ سعودی عرب، جو کہ ندوۃ العلماء کے قابل فخر فرزندوں میں اور فقہ اسلامی میں بین الاقوامی شاہ فیصل ایوارڈ یافتہ اور ممتاز فقیہ وعالم ہیں) کے مکان پر ظہر کا وقت گزار کر پان پور پہونچے، حاجی حفظ الرحمٰن صاحب کے مکان پر پانپور میں یہ وقت گذرا اور پھر عصر

www.abulhasanalinadwi.org

بعد ہمت نگر کے دار العلوم جامعۃ العلوم میں حضرت کی تشریف آوری ہوئی گویا طلبہ و اساتذہ جامعہ کے لئے عید کا سماں تھا۔

دار العلوم ندوۃ العلماء کا نصاب اور بانیان ندوۃ العلماء نے جو تخیل پیش کیا تھا، اس کے مطابق نظام تعلیم و تربیت، صفائی ستھرائی، محادثہ عربیہ، اخلاقی پاکیزگی کا پورا خیال، نمازوں کی اس درجہ فکر کہ تکبیر اولیٰ نہ فوت ہونے پائے، جن طلبہ کا دل گھبرانے لگتا ہے ان کو اس ماحول میں رکھ کر مانوس کیا جاتا ہے جو مدرسہ کے حدود سے باہر ہے اور اس طرح چھوٹے بچے اپنائیت محسوس کر لیتے ہیں۔

مولانا سیف الدین صاحب نے جو کہ اس ممتاز اور مثالی ادارہ کے بانی و ناظم ہیں، ایک استقبالیہ پروگرام بعد نماز مغرب رکھا، مخدوم گرامی مولانا سید محمد واضح رشید ندوی صاحب مدظلہ نے مدرسہ کے نظام پر اپنا تاثر ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ جامعۃ العلوم کا نظام دیکھ کر اندازہ ہوا کہ یہ ادارہ اپنے مقصد میں کامیاب ہے، اس لئے کہ یہاں اس کی فکر بچپن سے تربیتی اور تعلیمی دونوں لحاظ سے ہے، بچے عربی میں گفتگو کرتے ہیں، دینی امور کے عادی ہیں، اس ادارے کا نام صرف "جامعۃ العلوم" نہیں بلکہ "جامعۃ العلوم والتربیۃ الاسلامیہ" ہونا چاہئے، یہ میری رائے ہے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے طلبہ کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: "آپ کی تعلیم گاہ بڑی معیاری تعلیم گاہ ہے اور اس کا مقصد آپ کو معیاری انسان اور معیاری مسلمان بنانا ہے، اس پر آپ کو یقین ہو اور آپ اس کا خیال رکھتے ہوئے یہاں وقت گزاریں، آپ دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کتنا کام لے گا اور کامیاب و کامران کرے گا اور آپ اس تعلیم گاہ کے مقصد کو پیش نظر رکھیں، اگر آپ یہاں کے مقصد کو اپنا مقصد نہیں بناتے تو سب بیکار، مدرسہ کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ مدرسہ کے پڑھے ہوئے

مدرسہ کے مقصد کے مطابق کامیاب ہوں۔

رات کا قیام بانی جامعہ مولانا سیف الدین صاحب کے مکان پر رہا اور وہیں سے جامعہ ہوتے ہوئے احمد آباد کے راستے بڑودہ واپسی ہوئی۔

احمد آباد میں ظفر سریش والا کے مکان پر چند گھنٹے گزارے، وہ اوران کے بھائی حاجی اویس سریش والا اوران کے والدمحترم نے بڑی خوشی کا اظہار کیا، یہ خاندان حضرت مولانا علی میاں ندوی اورندوۃ العلماء سے اچھا تعلق رکھتا ہے۔

مدرسہ کنزالعلوم میں جس کے ناظم مولانا احمد حسین پٹنی مظاہری صاحب ہیں اورکئی ندوی فضلاء اس میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، حضرت مولانا مدظلہ تشریف لائے اوردعا کرائی۔ بڑودہ پہونچنے پر یوسف پٹھان اورعرفان پٹھان نے دعا کی درخواست کی اورنصیحت چاہی حضرت مولانا نے فرمایا کہ جہاں رہئے گا دیندارلوگوں سے رابطہ رکھئے گا، دارالعلوم بڑودہ بھی تشریف لے گئے اوروہاں بھی دعا کرائی اوراس کے شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق کے مکان پر بھی کچھ وقت گزارا، وہ ہوٹل تک ساتھ آئے اوراظہار تعلق ومحبت کیا۔ بڑودہ کے نوجوانوں کی ٹیم جومولانا عتیق صاحب فاضل مرکز اسلامی انکلیشور کی قیادت میں کام کررہی ہے، فعال جماعت ہے، بڑے تعلق سے لگے رہے اورصبح ۱۱/ جولائی ۲۰۱۱ء لکھنؤ کے لئے الوداع کہا، فجزاهم الله تعالیٰ خير الجزاء وتقبل مساعيهم۔

رفقائے سفر میں جناب شاہد حسین صاحب، الحاج عبدالرزاق صاحب، مولوی سید سبحان بھٹکلی ندوی، اورراقم الحروف تھا، اورسب لوگ اپنے مستقر پر ایک مفید سفر سے واپس ہوئے۔

فالحمد لله اولا واخرا والصلوة والسلام

على نبيه المصطفى دائماً ابداً۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامیات

اور

مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین

یعنی

مستشرقین یورپ کے تحقیقی کاموں پر منصفانہ تبصرہ اور عالم
اسلام میں مسلمان مصنفین کے علمی و تحقیقی کاموں کا وسیع جائزہ

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

ترجمہ از عربی

مولانا سید سلمان حسینی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

یادِ ایّام

یعنی ہندوستان کے اسلامی عہد اور مسلمانوں کے دورِ حکومت میں صوبۂ گجرات کا علمی، دینی، تمدنی، صنعتی اور سیاسی عروج، اس کے شاہان درویش صفت، وزرائے باکمال، علمائے نامدار اور مشائخ عالی تبار کے سیاسی، انتظامی، علمی، تصنیفی، اصلاحی و تربیتی کارنامے تاریخ ہند کا ایک شاندار باب اور تاریخ اسلام کا ایک زرّیں ورق

تالیف

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ

(سابق ناظم ندوۃ العلماء و مصنف ''نزہۃ الخواطر'' وغیرہ)

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس ٹیگور مارگ، لکھنؤ

فون نمبر: 0522-2741539، فیکس: 0522-2740806

www.abulhasanalinadwi.org